عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۲ • شمارہ نمبر ۴۳
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم

اسماءِ مبارک رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جملہ طاقتوں کا سرچشمہ قرآنِ مجید

اظہارِ بندگی کا عمدہ طریقہ
اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض میں سب سے بڑا فریضہ
نماز اور اس کی اہمیت

مسئلہ نزولِ ایلیا اور بائبل

زندگی کیا ہے؟
آثار و مشاہدات کی روشنی میں

تحریکِ پاکستان اور قادیانی

مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب

A QUESTION
TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

O'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوة
کراچی
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲ ۞ شمارہ نمبر ۴۳ ۞ بتاریخ ۲۶ شوال المکرم تا ۳ ذیقعد ۱۴۱۴ھ ۞ بمطابق ۸ اپریل تا ۱۴ اپریل ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱۔ خدا سے مانگ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴
۲۔ اداریہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵
۳۔ اسماء رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶
۴۔ جملہ طاقتوں کا سرچشمہ قرآن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹
۵۔ اسوہ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰
۶۔ نماز کی اہمیت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲
۷۔ قصہ ایک ولی اللہ کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳
۸۔ زندگی کیا ہے ؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴
۹۔ تحریک پاکستان اور قادیانی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶
۱۰۔ مسئلہ نزول انبیاء اور بائبل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸
۱۱۔ حجیت حدیث (دوسری قسط) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰
۱۲۔ مرزائیت سے نفرت کے اسباب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۳
۱۳۔ طب و صحت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۵

سرپرست
مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا • مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان • مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

آرٹ و کتابت
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۴۳-۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر : عبدالرحمٰن باوا ○ طابع : سید شاہد حسن ○ مطبع : القادریہ پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت : ۲۰۳ پیرولائن کراچی

خدا سے مانگ

شورش کاشمیری

اس راہنما سے مانگ نہ اس راہنما سے مانگ
شورش جو مانگنا ہے وہ اپنے خدا سے مانگ

ہنگامہ دغا میں شہیدوں کا بانکپن
مردان بالاکوٹ کی آہ رسا سے مانگ

قبروں میں کیا دھرا ہے بجز کاروبار شرک
تفسیر اس کلام کی رب العلا سے مانگ

مشکل کشا ہے ذات خداوند ذوالجلال
کیا مانگتا ہے غیر سے مشکل کشا سے مانگ

واجب نہیں لطیفہ فروشوں کا اتباع
فہم حدیث جادۂ خیر الوریٰؐ سے مانگ

جو کچھ گزر رہی ہے دل ناصبور پر
اس کی دوا حضورؐ کے دار الشفا سے مانگ

تالے پڑے ہوئے ہیں فقیہوں کے ذہن پر
ضرب کہن کا زور جہاد و غزا سے مانگ

دونوں جہاں ہیں بندۂ مومن کی کارگاہ
یہ ہمہمہ حکایت مہر و وفا سے مانگ

اعلائے حق، قبائے فقیری، شعور دین
شورش یہ ذوق و شوق شہ دوسرا سے مانگ

ربوہ کے مکینوں کو قادیان کی رائل فیملی کی قید سے نجات دلائی جائے

پاکستان کے عوام ایک عرصہ سے یہ مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ جب ربوہ کھلا شہر قرار پاچکا ہے تو وہاں کے عوام کو جو کہ قادیان کی رائل فیملی کے قیدی ہیں انہیں بھی آزادی ملنی چاہئے۔ ہمارا کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ جیل میں بند ہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ رائل فیملی کے رحم و کرم پر وہاں مقیم ہیں۔ وہ ایک انچ زمین کے بھی مالک نہیں ہیں' وہ زمین جس پر وہ رہائش پذیر ہیں قادیانی جماعت کی ملکیت ہے۔ البتہ اس پر جو میٹریل لگا ہوا ہے وہ اس کے مالک ہیں' اگر کوئی وہاں کا رہائشی ادھر ادھر کھسکنے لگتا ہے یا اس کے ذہن میں قادیان کی جھوٹی نبوت کے خلاف بغاوت کی لہریں اٹھنے لگتی ہیں (بلکہ اب تو بغاوت ابھر چکی ہے۔ دکانوں' ریستورانوں' چوراہوں اور بازار میں کھلے عام قادیان کی رائل فیملی پر تنقید ہوتی ہے ان کی عیاشیوں اور بدمعاشیوں کے تذکرے زبان زد خاص و عام ہیں دانشوروں کا ایک طبقہ بھی پیدا ہوچکا ہے جس کا اعتراف قادیانیوں کے مفرور پیشوا مرزا طاہر نے بھی کیا ہے) تو اسے بیک بینی و دو گوش ربوہ سے نکال دیا جاتا ہے زمین تو پہلے ہی قادیانی جماعت کی ملکیت تھی۔ اس زمین پر لگا ہوا میٹریل بھی قبضہ میں لے لیا جاتا ہے اور وہ غریب اس کہاوت کا مصداق بن جاتا ہے کہ۔ "دھوبی کا کتانہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔"

اگر وہ مرزائی ربوہ چھوڑ کر دوسری جگہ سکونت اختیار کرتا ہے تو فرقان فورس (جس کا دوسرا نام خدام الاحمدیہ ہے) کے دہشت گرد غنڈے اس کے تعاقب میں لگ جاتے ہیں۔ اسے وہاں بھی سکھ اور چین کا سانس نہیں لینے دیتے۔ اس غریب کو اتنا تنگ اور مجبور کردیا جاتا ہے کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ سکونت اختیار کرلیتا ہے لیکن مرزائی غنڈے اس کے تعاقب میں وہاں بھی پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے بہت سے کیس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر میں پہنچتے ہیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کی ہر ممکن امداد کرتی ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ مسلمان بھی ہوجاتے ہیں لیکن اکثر و بیشتر ربوہ سے ترک سکونت کرنے والے تنگ آکر قادیان کی رائل فیملی اور ربوہ انتظامیہ کے قدموں میں پڑ کر ناک رگڑنے اور معافی مانگنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

ماہ اکتوبر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مسلم کالونی میں جو ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی تھی' اس کانفرنس کے موقع پر ربوہ کے مکینوں کا ایک وفد خفیہ طور پر مجلس کے رہنماؤں سے ملا تھا۔ وفد نے یہ مسئلہ پیش کیا تھا کہ ربوہ کے مکینوں کو رہائشی زمین کے حقوق ملکیت دلوائے جائیں اور ربوہ سے قادیان کی رائل فیملی کی اجارہ داری ختم کرائی جائے۔ وفد نے بتایا کہ یہاں کے مکینوں میں اندر ہی اندر قادیان کی رائل فیملی کے خلاف نفرت کا لاوا پک رہا ہے لیکن ان میں احساس محرومی ہے۔ ان کے ذہن میں یہی بات ہے کہ اگر انہوں نے کھل کر بغاوت کردی تو انہیں ترک سکونت کرنا پڑے گی اور انہوں نے قادیانی جماعت کی ملکیتی زمین پر اپنے خون پسینے کی کمائی سے جو مکانات تعمیر کئے ہیں وہ اس سے بھی محروم ہوجائیں گے۔ چنانچہ کانفرنس میں جہاں دیگر مسائل پر تقریریں ہوئیں اور قراردادیں منظور کی گئیں۔ وہاں یہ مسئلہ بھی سرفہرست رہا۔ کانفرنس میں پرزور مطالبہ کیا گیا کہ ربوہ کی لیز منسوخ کرکے وہاں کے مکینوں کو رہائشی زمین کے حقوق ملکیت دیئے جائیں۔

ربوہ کے مکینوں کو حقوق ملکیت دینے کے بہت سے فوائد مرتب ہوسکتے ہیں' جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

1. ربوہ کے مکین قادیان کی رائل فیملی کے قیدی ہیں وہ غلاموں سے بدتر زندگی گزار رہے ہیں' انہیں قید اور غلامی سے نجات مل جائے گی۔
2. وہ قادیانیت کی حقیقت کو سمجھ چکے ہیں۔ آزادی ملنے سے وہ مرزا قادیانی اور قادیان کی رائل فیملی پر لعنت بھیج کر حلقہ بگوش اسلام ہوجائیں گے۔
3. قادیان کی رائل فیملی یہود و ہنود اور مغربی طاقتوں کی جاسوس ہے' جس پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ ربوہ کے مکینوں کو رہائشی حقوق ملنے سے یہ پردہ اٹھ جائے گا اور قادیان کی رائل فیملی کے بارے میں اہم انکشافات ہوں گے۔
4. کہتے ہیں ربوہ میں بے شمار اسلحہ موجود ہے۔ کہاں ہے' کہاں نہیں اس کے بارے میں وہاں کے رہائشی زیادہ جانتے ہیں۔ ربوہ کے مکینوں کو آزادی ملنے سے وہ چھپا ہوا اسلحہ بھی منظر عام پر آجائے گا۔
5. قادیان کی رائل فیملی یہاں رہ کر پاکستان میں دہشت گردی اور تخریب کاری کررہی ہے۔ ربوہ کے مکینوں کو رہائشی حقوق ملنے پر یہ فیملی ملک چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوجائے گی جبکہ پاکستان سے دہشت گردی اور تخریب کاری کا خاتمہ ہوجائے گا۔

ہمارا حکومت سے پرزور مطالبہ ہے کہ وہ جہاں لاہور اور دوسرے مقامات پر کچی آبادیوں کے مکینوں کو حقوق ملکیت دے رہی ہے' وہاں ربوہ کے مکینوں کو بھی حقوق ملکیت دے اور پاکستان کے عوام کا ایک دیرینہ مطالبہ پورا کرے۔

اسماء مبارکہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ

ہمارے سید و آقا خواجہ ہر دو سرا کا مقدس نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ نام قدرت الٰہیہ کی طرف سے خود آیت عظیم ہے کہ اس کا مستحق ضرور امام الانبیاء اور سرتاج کائنات و مافیہا ہے۔ اس کی شرح آیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت میں موجود ہے۔

ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند بزرگوں کے اسماء پر غور دلانا ضروری ہے والد بزرگوار کا نام عبد اللہ ہے والدہ مکرمہ و معظمہ کا نام آمنہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ (انا) کا نام حلیمہ ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایسے مقدس ہیں جن کا پیکر اطہر عبودیت کے خون سے بنا جنہوں نے امن کے بطن میں مراتب وجود کو مکمل فرمایا جن کی تربیت حلم و بردباری کے شیر سے ہوئی۔

کیا ایسے اسماء کا اجتماع محض اتفاقی ہے؟ نہیں بلکہ قدرت اس مولود و مسعود کی شان رفیع کی آئینہ داری فرما رہی ہے اور بتلا رہی ہے کہ جس بچہ کے پیکر عنصری میں ایسے فضائل کی جامعیت نمودار ہو ضرور ہے کہ وہ بچہ حقیقتاً "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔

اب غور کرو کہ لغوی معنی کے تحت میں ایک پیشگوئی بھی شامل ہے اور عالم الغیب والشہادہ کی جانب سے تمام اہل عالم پر یہ راز آشکار کیا گیا ہے کہ اس اسم سے زیادہ کی جائے گی۔

وہ کون ہے جس کا مقدس نام آج کروڑوں اشخاص کی زبان پر جاری ہے اور قلوب میں ساری ہے اور کون ہے جس کے مقدس نام کی نوبت شاہانہ مساجد کے بلند ترین میناروں سے سامعہ نواز ہے۔

وہ کون ہے جس کی سیرت پاک انسانی زندگی کے ہر لحہ و ہر ساعت میں اور ہر درجہ اور ہر مقام پر رہنما ہے۔

وہ کون ہے جو اپنے افعال میں محمود ہے اور اپنی تعلیم سے محسور ہے۔

وہ کون ہے جس کی رفعت فرش سے عرش تک ملی ہوئی ہے۔

وہ کون ہے جس کی تعلیم وسعت بر و بحر پر چھائی ہوئی ہے۔

ا بے شک وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے' اسم بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسمی بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حمد کو اس کی ذات سے نسبت خاص ہے۔

(۱) اسی کی مقام شفاعت کا نام "مقام محمود" ہے اور اسی کی امت "حمادون" کے لقب سے روشناس ہے اس کی لائی ہوئی کتاب کا الحمد للہ رب العلمین سے افتتاح ہوتا ہے۔

(۲) ہاں اسی کا نام "احمد" ہے یہ بھی اسی سرچشمہ "حمد" سے نکلا ہے۔

وہ "محمد" ہے اسی لئے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا ثناء گستر و مدح خواں ہے۔

وہ "احمد" ہے اور اسی لئے اس نے بارش کے قطرات سے اور ریگ کے ذرات سے بڑھ کر اپنے مالک' اپنے خالق' اپنے رازق' اپنے ہادی' اپنے معلی کی حمد و ثناء پھیلائی ہے۔

ہاں وہ "محمد" ہے اور کل دنیا اس کی مداح ہے۔

وہ "احمد" ہے اور کل دنیا سے بڑھ کر اپنے رب کا حامد ہے۔

ہاں وہ پیارا ہے اسی نے دشمن و دوست سب سے پیار کیا ہے۔

ہاں وہ حبیب ہے اسی نے محبت کا تاج اکمال سے مزین فرمایا ہے۔

وہ محبوب ہے مگر محبین سے بے نیاز ہے۔

۳۔ وہ مطلوب ہے مگر طالبین سے کوئی احتیاج نہیں رکھتا۔

۳۔ وہ متبوع ہے اور اس کی تبعیت دوسرے کو مطاع بنا رہی ہے۔

۴۔ وہ نبی ہے اور اسی کی بدولت نے ہزاراں حجاب چشم بصیرت سے ہٹا دیئے ہیں۔

۵۔ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اسی کی رسالت نے نوع بشر کو اتمام نعمت اور اکمال دین اور رضوان رحمن کے اقدامات سے ممتاز فرما دیا ہے۔

۶۔ وہ عبد ہے اور اسی کی عبودیت نے عبودیت کو اورنگ خلافت پر متمکن کر دیا ہے۔

۷۔ وہ معلم ہے اور اسی کی تعلیم نے مسیح کے اس قول اور امید کو پورا کر دیا ہے کہ وہ صداقت کی ساری تعلیم دے گا۔

اس نے اپنی درس گاہ قدس کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ اس نے اپنی تعلیم پر کوئی فیس نہیں مقرر کی۔ وہ اشارات و تمثیلات میں تعلیم نہیں دیتا ہے اس نے اپنے اور ارشد تلامذہ کے درمیان اشارات خاص نہیں تجویز کئے ہیں۔ اس کے پاس دروس کا آغاز انسان کے جانے پہچانے علوم و معارف کے انجام سے ہوتا ہے۔

۸۔ وہ امین ہے اس کا یہی نام یو مختار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مکاشفات میں بتایا گیا اور اس کا یہی نام قریش کی زبان پر جاری ہوا۔ اسی نام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احتشام و وقار نمایاں ہے اور اسی نام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وحی آسمانی کا امانت دار ہونا واضح ہے۔

۹۔ وہ امی ہے اور ام القریٰ کی عزت و وقعت اسی نسبت قدیمہ سے ہے۔

وہ امی ہے اور ولید سعید کی طرح جملہ افعال و اقوال میں معصوم ہے۔

وہ امی ہے اور اس کی تعلیم حروف کتابی یا نقوش مرئیہ کی احتیاج مند نہیں۔

۱۰۔ وہ برہان ہے قرآن مجید میں قد جاء کم برھان من ربکم (تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان آ چکا ہے) فرمایا گیا ہے اور امام سفیان بن عیینہ نے اس کی تفسیر میں برہان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو فرمایا ہے۔

ہاں وہ برہان ہے اور حجت اللہ ہے۔

وہ برہان ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہمایوں بذات خود ایک روشن دلیل ہے۔

۱۱۔ وہ بشر ہے آدم کے لئے ابو البشر ہونا اسی لئے صد گونہ افتخار کا موجب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔

ہاں وہ بشر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن ظاہر و جمال اطہر اہل لغت کو اس معنی لغوی کی تعلیم دیتا ہے۔

۱۲۔ وہ بشیر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انا ارسلناک بالحق بشیرا کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔

وہ مبشر بھی ہے اور مسیح کی نبوت مصدق حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بشارت کا پھیلا دینا ہے۔ وہ بشارت رساں بھی ہے اور اہل ایمان و ایقان کے لئے ہزار در ہزار بشارت کا اعلان فرمانے والا ہے۔

۱۳۔ وہ بینہ ہے وہ خود آیات باہرہ اور علامات واضحہ اور دلائل حقہ کا مجموعہ ہے اس کا وجود سراپا صداقت ہے اور اس کا پیکر سراپا حقانیت ہے۔ یہی بینہ اہل کتاب اور مشرکین کی ظلمات کو دور کرنے والا ہے تاریکیوں کو اٹھا دینے والا عالم تیرہ و تار میں اجالا پھیلانے والا ہے۔ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کی مثال حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی

ہے۔

۱۴۔ وہ حبیب اللہ ہے اور اس تقرب کا مالک ہے جس کا ذکر حدیث صحیح میں بندہ عابد و ساجد کے لئے الفاظ میں فرمایا گیا ہے۔ "جب میں اپنے بندے کو اپنا بنا تا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔

۱۵۔ وہ حلیم ہے حلیم حلم پیش سے بھی ہے اور یہ لفظ وفور دانش اور کمال عقل پر دال ہے۔

حلیم زیر سے بھی ہے وہ مصائب کا برداشت کرنے والا دشمنوں کے ہاتھوں سے پتھر کھانے والا اور جواہر لٹانے والا' گالیاں سننے والا اور دعائیں کرنے والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسم گرامی قبل از نبوت مشہور عالم تھا۔

۱۶۔ وہ خازن ہے۔ ہاں وہ خزینہ دار ربانی ہے وہ گنجور رحمانی ہے' عطائے سبحانی کی تقسیم اسی گھر سے ہوئی ہے۔ گوہر پاشی اسی پدمبارک کا خاصہ ہے۔

۱۷۔ وہ خلیل الرحمن ہے مشہور یہ ہے کہ درجہ خلت حضرت ابراہیمؑ کے لئے ہے۔ اور وہ خلیل الرحمن ہیں اور درجہ محبت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے لیکن وہ حدیث صحیحہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیل الرحمن ہونا بھی ظاہر فرمایا گیا ہے۔

(الف) خطیب خطب سے ہے۔ خطب کے معنی فصاحت زبان ہیں اور خطیب وہ ہے جو صاحب فصاحت و بلاغت ہو۔

(ب) خطیب' خطابت سے ہے اور اس سے مراد اوامر و نواہی اور مواعظ و امثال کا بیان کرنے والا ہے۔

(ج) خطیب کے معنی وہ شے بھی ہے جس میں الوان بوقلموں شامل ہوں اور خطیب وہ ہے جو جملہ انواع کلام اور اسالیب خطاب کا ماہر و قادر ہو۔

۱۹۔ وہ حافظ ہے (نگہداشت کرنے والا) طیور کو دیکھو وہ اپنے انڈوں یا اپنے بچوں کی تربیت کیسی محبت کیسے پیار کیسی ہوشیاری اور کیسی نگہداشت سے اپنے شہپروں کے نیچے رکھ کر کرتے ہیں۔ اہل ایمان کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و پیار اور نگہداشت و حفاظت کا سلوک اس مثال سے بھی بڑھ کر تھا۔

۲۰۔ وہ داعی الی اللہ ہے۔ کسی شخص کی طرف سے کسی کا دعوت دینے کا حق اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ وہ اذن یافتہ بھی ہو۔ دنیا میں دیکھو اگر کسی کا ملازم کسی کو دعوت طعام دے آئے مہمان صاحب خانہ کے ہاں پہنچیں اور تب میزبان کو مہمان کو پتہ لگے کہ نہ کسی نے بلایا اور نہ کوئی بلایا گیا۔ تب طرفین کو کس قدر ندامت اور رنج کا احساس ہو گا اور وہ دعوت دینے والا کس قدر حقیر و ذلیل اور جانبین کی طرف سے ہدف ملامت سمجھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک وداعیا الی اللہ تجویز کیا۔ تو کلام پاک میں اس کے ساتھ ساتھ باذنہ بھی شامل فرمادیا اور اہل عالم پر ظاہر کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کلی دیا گیا ہے کہ سب کو اللہ کے گھر کا مہمان بنائیں اور تقرب و رضوان کی دعوت دیں۔ یہ اسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے خاصہ میں سے ہے۔

۲۲۔ وہ رحمت ہے آیت قرآنیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتہ للعالمین فرمایا گیا ہے۔ رحمتہ للعالمین کے خطاب میں کتنی وسعت کتنی برکت کتنا فیض موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا فیضان اہل ایمان کو بھی پہنچا جو دنیا میں حکمران بنے اور آخرت میں مغفرت اور رضوان کے مستحق ٹھہرے منکرین اور اہل خسران کو بھی پہنچا جو بہ برکت دعائے مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم عذاب دنیوی غرق و حرق اور ہلاک و تباہی سے امون کئے گئے۔

عورتوں' بچوں' یتیموں' رانڈوں' مسافروں' اسیروں' غلاموں' لونڈیوں' رعایا' اور برایا طبقہ امراء و گروہ حکم فرما کو بھی پہنچا جن کی راحت و آسائش اور حقوق و مفاد کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحکم آئین شرع متین' ضابطہ مبین' دستور اساسی اور اصول مدنی و سیاسی وضع فرمائے اور ان سب پر اپنی حیات طیبہ میں خود بھی عمل فرما رہے اور تمام امت کو بھی پابندی سے عمل فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا فیض طیور و وحوش اور مراکب و مواشی کو بھی پہنچا جن کے ذبح و شکار کے قواعد اور تغذیہ و تربیت کے متعلق احکام نافذ فرمائے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا فیض شوارع و طوارق اور مشارب و موارد کو بھی پہنچا جن کو پرامن اور مصفا و پاکیزہ اور انجاس و قاذورات سے پاک رکھنے کے قواعد مرتب فرمائے گئے۔ الغرض اس رحمت سے نہ کوئی منفس کی گردن زدنی عدو محروم رہا اور نہ کوئی ذبح شدنی اس سے مہجور کیا گیا۔

۲۳۔ وہ روح الحق ہے اور ساری صداقت کی تعلیم دینا اس کا خاصہ ہے۔ وہ روح الحق ہے اور طالبان خاک نشیں کو پستی سے اٹھا کر زندگی کے بلند ترین کنگرہ پر پہنچا دینا اس کا کام ہے وہ روح الحق ہے اور زندگی بخش کلام اس کے منہ میں ہے وہ روح الحق ہے اور قلوب مردہ کو حیات روحانی کا عطا کرنا اس کے فرائض میں سے ہے اس کی تعلیم ظاہر کو پاک اور باطن کو طاہر دماغ کو روشن اور قلب کو منور کرنے والی ہے۔

۲۴۔ وہ سید ہے اور سیادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ سید کہلانے سے بے نیاز ہے وہ سید ہے اور اپنے سید (اللہ تعالیٰ) کا عبد کہلانے پر زیادہ خوش ہوتا ہے۔

وہ سید ولد آدم ہے ولد جمع ہے ولد کی' اس خطاب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سید اولاد آدم ہونا آشکار ہے ظاہر ہے کہ ولد آدم کے دائرے میں ہر ایک بشر ہر ایک انسان ہر ایک آدم زاد داخل ہے جملہ اولین و آخرین اسی جملہ میں شامل ہیں۔

۲۵۔ وہ شارع ہے شریعت بیان کرنا آسان بات نہیں موسیٰ صاحب شریعت ہیں اور ان کے بعد بنی اسرائیل میں دو ہزار سال تک کوئی بھی صاحب شریعت نہ نکلا۔

۲۶۔ وہ شافع ہے' اسلامی شفاعت دو اصول پر مبنی ہے (۱) جسے اللہ اذن دے (۲) ٹھیک ٹھیک بات بیان کرے ہر دو اصول بالا شفاعت اسلامی کو افراط و تفریط سے الگ کر دینے والے شفاعت کو معقول اور قابل تسلیم بنا دینے والے ہیں ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی صاحب مقام محمود ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاعت کبریٰ کی خصوصیت سے ممتاز ہیں۔

۲۷۔ وہ شاہد ہے اچھا شاہد اور سچا گواہ وہ ہے جس کی شہادت واقعات صحیحہ کو کتمان سے بروز میں لے آئے جس کی شہادت بے خبروں کو خبر اور بے علموں کو عالم اور غائبین کو مثل حاضر بنا دے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہیں۔ اور اشہدان لا الہ الا اللہ کی شہادت جملہ عالم کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے ادا فرمائی ہے اور اپنی شہادت سے رب العالمین کے لئے استحقاق الوہیت و معبودیت ثابت کیا ہے۔ عبادت و استعانت بغیر اللہ کے مسئلہ میں سینکڑوں مذاہب سرگرداں و حیران و پریشان تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شہادت نے ان حقائق خفیہ کو آشکار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے اشہدان محمد رسول اللہ کی شہادت ادا کی رسالت و نبوت کے خصائص وحی ربانی کی حقیقت' اعمال کا روح سے تعلق جزا و سزا کا اعمال پر ترتب' شریعت کی ضرورت اور شرائع الہیہ و نوامیس حکمیہ کا استحکام یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شہادت سے ہوا۔ اللہ اکبر شاہد کیسی زبردست شہادت اور اعلیٰ صداقت کے ساتھ کھڑا ہے کہ داوری گاہ عالم میں شہادت کے لئے اکیلا آیا اور اپنی واپسی سے پیشتر ہزار در ہزار بندگان الٰہی کو اس شہادت پر قائم بلکہ آئندہ آنے والی کئی نسلوں کے سامنے ان کو بھی شاہد بنا دیا اور تکونوا شہداء علی الناس کی سند عطا فرما گیا۔

۲۸۔ وہ صاحب ہے۔ صاحب کے معنی ساتھ دینے والا ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں ایسے بزرگوار بھی ہوئے ہیں جنہوں نے امت عاصی کے مفسدات اور قابل نفرت افعال کو دیکھ کر نفرت کا اظہار کیا اور ان کو چھوڑ کر خود ان سے علیحدہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے استقامت و صبر کی طبع و ثنا سے فرماتا ہوا اظاہر کرتا ہے کہ اس نبی کے خصائص سے یہ بھی ہے کہ یہ نافرمانوں کی اصلاح سے مایوس نہیں ہوتا ان کو اپنے دربار سے علیحدہ نہیں کرتا خود ان سے علیحدگی کو پسند نہیں فرماتا وہ صابر ہے اس کا صبر صرف اللہ ہی کی نصرت و معیت پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج اسے اپنا صاحب کہتے ہو کل کو تمہیں خود اس کا صحابی بننا موجب شرف و عزت بن جائے گا۔

۲۹۔ وصادع ہے۔ صدع بیان و انکشاف کو کہتے ہیں۔ امر

الٰہی کو صاف صاف بیان کرنا دنیا کی مخالفت و مخاصمہ پروانہ کرنا' دباؤ اور دھمکی کو وقعت نہ دینا اعداء کی تدابیر فاسدہ اور مکائد کاسدہ سے مرعوب نہ ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ وہ صادع ہے اس نے عرب جیسے خونخوار وحشی خوں ریز بت پرستوں کو صاف صاف سنا دیا تم بھی اور تمہارے معبود بھی جہنم کا ایندھن بنائے جاؤ گے۔ وہ صادع ہے جس نے یہودی قوم کو جو نجات کے مالک واحد ہونے کی وجہ سے تمام عرب پر چھائے ہوئے تھے۔ اور جن کے سود اور قرضے کی زنجیریں ہر ایک امیر و غریب کی گردن میں پڑی ہوئی تھیں۔ نیز مسیحوں کو جن کی حکومتیں شام مصر و یمن اور ایشیائے کوچک و یورپ میں پھیلی ہوئی تھیں۔ صاف صاف لفظوں میں سنا دیا کہ "اے یہودیو! تم تو سچائی کے کسی درجہ پر نہیں ہو' جب تک کہ تم (۱) توریت اور (۲) انجیل اور (۳) خدا کے اس کلام پر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے قائم نہ ہو جاؤ۔"

ہاں صادع وہ ہے جو اپنے کلمہ پڑھنے والوں کو بھی فرما دیتا ہے "کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نقصان یا بہبودی کا مالک نہیں"۔ کہہ دیجئے کہ مجھے اللہ سے اور کوئی بھی پناہ نہ دے سکے گا۔ اور میں تو اس کے سوا کسی کو اپنا سہارا بھی نہیں پاتا۔"

ہاں صادع وہ ہے جو اپنے عزیز و اقارب کی نسبت بھی یہ پیغام سناتا ہے "اپنے خاندان کے قریب ترین اشخاص کو بھی ڈرا دے"۔

پیام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وہ زمانہ جس میں ظلم و فساد کی گرم بازاری تھی' انسان اپنے مرتبہ سے گر کر حیوانیت کے درجہ کو پہنچ گیا تھا۔ بندہ کا تعلق اپنے خالق سے ٹوٹ چکا تھا۔ وہ آپس کی کشمکش میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ایسے تاریک دور میں اللہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کا پیغام دے کر دنیا میں بھیجا تاکہ اس کے بندوں کو انسانیت کی تعلیم دیں۔ انہیں غفلت سے جگائیں وہ غفلت جس کی ظلمت کی گھٹا ٹوپ سیاہی میں وہ ناک ٹوئیاں مار رہے تھے انہیں ایسی وحشت ناک اندھیاری سے نکالیں اور انسانیت کے اس درجہ کو پہنچائیں جہاں عقل کی مسئولیت بڑھ جایا کرتی ہے۔

دنیا کی کوئی تحریک چند دنوں میں بار آور نہیں ہوتی اس پیغام کو عام کرنے کے لئے ایک طویل عرصہ کی ضرورت پڑا کرتی ہے۔ اس لئے جب اس دعوت کے محرک اپنا پیغام پیش کرتے ہیں تو سننے والوں کے کانوں میں ان کی آواز غیر مانوس محسوس کی جاتی ہے۔ وہ اپنی دیرینہ عادتوں کے خوگر ہوتے ہیں۔ قدیم خصلتوں نے انہیں پابند تقلید بنا کر عادت کی زنجیروں میں کس دیا ہوتا ہے۔ انہیں وہی روشیں پسند آتی ہیں جن پر انہوں نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ گزارا ہوتا ہے' انہیں وہی دل پسند طریقے بھلے لگتے ہیں جو ان کے دلوں کو موہ لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب کوئی تحریک جنم لیتی ہے تو اس کے بڑھنے میں سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے معاون و انصار بکھرنے میں تیار ہوتے ہیں۔

اگر تحریک اخلاص و سچائی پر مبنی ہے اس کے پیچھے صداقت کارفرما ہے۔ دل میں ایمان کا جذبہ اور پیغام پر کامل اعتماد ہے اور ساتھ ہی صبر و تحمل کا یقین کارفرما ہے تو ایسی الٰہی تحریک کامیاب ہو کر رہتی ہے خواہ اس کی راہ میں کتنی صعوبتیں ہوں اور اس کی منزل کتنی ہی کٹھن ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کا پیغام لے کر آئے آپ کا دل ایمان کے نور سے ضو فگن تھا۔ اس ایمان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب روشن کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن فکر کو جلا بخشی تھی اصل یہ کہ اسلام اپنے طریق عمل میں صبر کی تعلیم دیتا ہے اس کے لئے دل کے اندر وسعت ہو مزاج میں نرم خوئی پائی جاتی ہو۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کی طویل کلفتوں میں اپنی صفات کو دوسروں کے سامنے نمونہ کے طور پر پیش فرمایا۔

اگر داعی کے لئے ایک طرف اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ راسخ العقیدہ ہو اس کا ایمان قوی ہو تو دوسری طرف پیرو کاروں کے لئے اشد ضرورت ہے کہ وہ تابع فرمان ہوں اپنے عمل میں مخلص ہوں وہ اپنے دلوں میں ایمان کی محبت کو اس طرح سمو دیں جس طرح ایمان کی روشنی اصول کی زندگی میں رواں دواں رہتی ہے۔

اسلام کو یہ فخر حاصل ہے کہ اسے پہلے ہی دن سے ایسے مخلص اور دین کے فدائی ملے جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کرنے کے ساتھ ہی اسے عام کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ ان ہی کی کوششوں کی بدولت تھی کہ چند دنوں میں اسلام پورے جزیرہ عرب میں پھیل گیا اور اس کے بعد تھوڑے ہی عرصے میں اسلام کی روشنی دنیا کے گوشے گوشے میں نظر آنے لگی۔

کسی دعوت کے مخلص پیرو کار اس تحریک کی جان ہوتے ہیں وہ کسی ایسی صالح جماعت کا مجموعہ ہوتے ہیں جس میں خیالات کے اتحاد کے ساتھ اس کے افراد میں اخوت و مساوات کی روح بھی ہوتی ہے۔ وہ آپس کے تعاون سے کام کرتے ہیں ان کا تعاون قابل صد تحسین ہوتا ہے ان کی اجتماعی زندگی میں ضعف و اضمحلال کا اثر ظاہر نہیں ہوتا' دشمن کو ہمت نہیں پڑتی کہ وہ ان کی جمعیت میں انتشار پیدا کر دے۔ اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس کے جھگڑوں سے قطعی طور سے ممانعت فرما دی ہے۔ اسلام اس خصومت کو کبھی قبول نہیں کرتا جس میں دشمن کا فائدہ ہوتا ہو۔ دین اور دنیا کے معاملات میں ایک ایسی جمعیت کی ضرورت ہے جو دشمن کی ہر قسم کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ ہو جو ہر وقت گھات میں رہتا ہے۔ صبر' اطمینان اور عمدہ دعوت اسلام کے بہترین اصول ہیں لیکن دشمن کے مقابلہ میں کم ہمتی دکھانا اسلام کے نزدیک کسی طرح پسندیدہ نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو برابر یہی تعلیم دی کہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیشہ مستعد رہیں اور ان کی دراز دستیوں سے کبھی بھی غفلت نہ برتیں۔ یہ اصول بنیادی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت میں اسی مقصد کو پیش نظر رکھا۔ آپ کے ایمان کا ایک بہترین مظہر یا نمونہ یہ ہے کہ جب قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مہم جاری کی اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب سے مطالبہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعوت سے رک جائیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کرتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف محاذ قائم کر دیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ اطلاع پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" خدا کی قسم! اس دعوت کو چھوڑ دوں؟ اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تاکہ میں اس دعوت کو چھوڑ دوں تو بھی میں ایسا کبھی نہیں کروں گا' چاہے اللہ مجھے غالب کر دے یا میں اس دین کے پھیلانے میں ہلاک ہو جاؤں۔"

یہی صبر و استقامت' یہی دل کی وسعتیں' یہی عمدہ دعوت' یہی صبر و تحمل وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زریں پیغامات تھے جن سے صحابہ کرام کے ایمان مضبوط ہوئے وہ یقین کی چٹان تھے جن کے متعلق کہا گیا'

" اولو العزم یعنی صاحب ارادہ صاحب عزم رسولوں کی طرح صابر یعنی ثابت قدم رہو۔"

کفار جس قدر اذیتیں بڑھاتے اسی قدر ان کا صبر و تحمل بڑھتا جاتا تھا۔

خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے سرمو انحراف نہیں کیا جب کہ انہیں یہ حکم ملا'

"اپنے رب کے راستے کی طرف نہایت دانائی اور بہترین نصیحت کے ساتھ دعوت دے۔"

اگر تم ان سے بحث کرنا چاہو تو اس کا انداز اخلاق کریمانہ کے ساتھ ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت تیار فرمائی اس کے ستون نہایت پائیدار تھے۔ جماعت کے افراد میں محبت و اخلاص کا جذبہ جاری و ساری تھا۔ وہ آپس میں درگزر سے کام لیا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اعلان فرما دیا تھا کہ

"تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں"

"وہ مومن نہیں ہے جب تک کہ وہ کسی چیز کو اپنے بھائی کے لئے اسی طرح پسند نہیں کرے جس طرح اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں ان اچھے اصولوں کی دعوت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح دفاع کی حالت میں کرم نواز تھے کامیابی کی حالت میں بھی عفو و درگزر پر عمل فرماتے تھے۔

جملہ طاقتوں کا سرچشمہ
قرآنِ مجید

تحریر۔ مولانا محمد عبداللہ حاصل پور

جی ہاں واقعی قرآن بہت طاقتور ہے اور صرف طاقتور ہی نہیں بلکہ جملہ طاقتوں کا سرچشمہ' منبع اور مصدر بھی ہے۔ خود اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ۔

لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرأیته خاشعا متصدعا من خشیة الله

"اگر ہم اس قرآن کریم کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ دیکھتے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت و ہیبت سے لرزاں ترساں ہوتا۔"

کفر کسی شکل و صورت میں اور جہاں کہیں بھی ہو' دین اسلام اور ملت اسلامیہ کا بہرحال دشمن اور بدخواہ ہوتا ہے۔ اہل اسلام کو کسی غلط فہمی میں نہ رہنا چاہئے۔ بظاہر ہمدردی اور خیر خواہانہ باتیں' خدمت خلق' بہبود ملک و وطن' رفاہ عامہ' فلاح انسانیت کے خوشنما اور دلفریب جاذب نظر نعروں کے پس پردہ زہر ہے۔ جیسے خوبصورت و منقش نرم و نازک سانپ کے اندر مہلک زہر بھرا ہوتا ہے۔ اسی لئے تو دانش فطرت خلاق عالم نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا کہ۔

"یہ یہود و نصاریٰ آپ سے کسی قیمت پر راضی و خوش نہیں ہوسکتے تاوقتیکہ آپ ان کے دین و ملت کی پیروی کریں۔"

الجزائر اسلام اور اہل اسلام کی سرزمین و مادر وطن تھی اور بحمد اللہ اب بھی ہے۔ جسے فرانس نے غلامی کے شکنجوں میں کسا اور اپنی کالونی اور نو آبادی بنایا۔ جب الجزائر پر فرانس کا کنٹرول و قبضہ مکمل ہوگیا تو وہاں کے مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ اور بددین بنانے کے لئے متعدد منصوبے اور اسکیمیں عمل میں لائی گئیں۔ جیسا کہ ہندوستان میں برطانوی استعمار نے کیا تھا۔ یہ تو خدا تعالیٰ جزائے خیر دے خاندان ولی اللہی اور ان کے روحانی فرزندوں' علماء' حقہ بانیان دارالعلوم و ابنائے دارالعلوم دیوبند کو جنہوں نے اپنا سب کچھ قربان کرکے حتیٰ کہ جان کی بازی لگادی مگر ایمان کی بازی جیت لی۔ دلی کی جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر جمعہ کے مقدس دن فاتح قوم عیسائیت کے یورپین پوپ' پادری مسلمان علماء کو مناظرے کا چیلنج دیتے اور ہندوستان کو ہر طرح فتح کرنے کی یلغار شروع کر رکھی تھی۔ مفتوح و مغلوب قومیں بہت جلد مرعوب ذہنیت کی حامل ہوجایا کرتی ہیں۔ فرانس نے بھی اپنے مفتوحہ ملک سرزمین الجزائر پر یہی کھیل کھیلا۔ الجزائری مسلمانوں بالخصوص نسل نوخیز کے جوانوں کے نفوس اور دل و دماغ سے اسلام اور قرآن کریم کو ختم کرنے کا منصوبہ بناکر ایک عملی تجربہ کیا گیا اور وہ اس طرح کہ دس مسلمان الجزائری لڑکیوں کو منتخب کیا گیا اور فرانسیسی حکومت نے انہیں اپنے اسکولوں' کالجوں میں داخل کیا۔ انہیں فرانسیسی لباس پہنایا گیا۔ فرانسیسی زبان بھی سکھائی گئی۔ غرضیکہ وہ محض نام کی الجزائری مسلمان لڑکیاں رہ گئی تھیں۔ ورنہ وہ ہر حیثیت سے فرانسیسی عورتوں کی طرح تھیں۔ گیارہ سال تک ان پر خوب محنت و توجہ' فرانسیسی تعلیم و تربیت کے رنگ ڈھنگ' تہذیب و تمدن' بود و باش میں خوب ڈھالا اور نکھارا گیا۔ ان کی تعلیمی فراغت کے موقع پر ایک باوقار و عظیم الشان محفل اور تقریب منعقد کی گئی۔ اس شاندار تقریب میں فرانسیسی وزراء' مفکرین اور اخبار نویسوں کو بھی مدعو کیا گیا۔ جب تقریب کا آغاز ہوا اور ان الجزائری لڑکیوں کو بلایا گیا تو اچانک نوجوان مسلمان لڑکیاں اپنے قومی اسلامی الجزائری لباس میں اسٹیج پر رونما ہوئیں۔ اس واقعہ پر فرانسیسی اخبار و جرائد میں ایک طوفان برپا ہوگیا اور تہلکہ مچ گیا۔ ان کے گھناؤنے' ناپاک امنگوں' ارادوں اور منصوبوں پر پانی پھر گیا۔ اب فرانسیسیوں نے سوال کیا کہ الجزائر پر فرانس کے قبضہ کو ایک سو اٹھائیس سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے اور ابھی تک وہ اپنی زیر تربیت اور پروردہ' شرمندہ احسان الجزائری لڑکیوں سے ان کا قومی و ملی اسلامی لباس تبدیل نہیں کرا سکا۔ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اتنے طویل عرصہ میں حکومت فرانس نے کیا کیا ہے؟ اس اہم سوال کا جواب اس وقت کے فرانسیسی مقبوضہ جات کے وزیر مسٹر لاکوسٹ نے دیا جو اب بھی تاریخ اور کاغذی اوراق کے سینہ و سفینہ میں موجود ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا اور اہل دنیا چاہے اس جواب کو فراموش کردے لیکن ایک مسلمان کو **من حیث المسلمان قطعاً** نہ بھولنا چاہئے۔ فرانسیسی وزیر مسٹر لاکوسٹ نے واضح اور کھلم کھلا اپنی ناکامی و شکست کا مجبوراً" برملا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ میں کیا کروں' قرآن فرانس سے بہت زیادہ طاقتور ہے۔

حق ہے' قرآن کریم کی عظمت و قوت محتاج بیان نہیں۔ اس کے زور اور انقلاب آفرینی سے دنیائے کفر و شرک کے فلک بوس محلات و ایوانوں پر آج بھی لرزہ اور ہول طاری ہے۔ کاش مسلم قوم اس حقیقت کا صحیح اور کماحقہ ادراک و احساس کرپاتی تو وہ آج دنیا میں یوں ذلت و نکبت' ادبار و پستی کا شکار نہ ہوتی۔ برطانیہ کے مسٹر گلیڈ اسٹون سے کون صاحب مطالعہ ناواقف ہے۔ اس نے برطانوی پارلیمنٹ (دارالعوام) میں لوگوں کے سامنے قرآن کریم ہاتھ میں اٹھا کر اور بازو فضا میں لہرا کر یہ کہا تھا کہ جب تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں یہ قرآن موجود ہے۔ اس وقت تک یورپ کو نہ مشرق پر غلبہ حاصل ہوسکتا ہے اور نہ ہی یورپ امن و اطمینان سے رہ سکتا ہے۔ ہمارا عیار دشمن قرآن کریم کی بے پایاں قوت و طاقت اور اعجاز کا کھلے عام معترف ہے۔ یہاں میں مناسبت سے اس واقعہ کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جسے مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ کراچی نے اپنی کتاب "وحدت امت" میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ جب اسارت مالٹا سے واپس آئے تو ایک دن دارالعلوم کے اکابر اور علماء کو جمع کیا اور فرمایا کہ میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔ ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا' دوسرے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔ اس لئے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کردوں کہ قرآن کریم کو لفظاً" اور معناً" عام کیا جائے۔ بچوں کے لئے لفظی مکاتب بستی بستی قائم کئے جائیں' بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معنی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لئے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کی باہمی جنگ و جدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔ یہ تھے ہمارے اسلاف و اکابر جن کے آج ہم محض نام لیوا ہیں۔ وہ حضرات لاریب قرآن کریم کو ایک عظیم طاقت و قوت اور رشتہ اتحاد سمجھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فخر دو عالم جناب رحمتہ للعالمین سے فرمایا کہ **وجاهدهم به جهادا كبيرا** کہ آپ اس قرآن کریم سے مشرکین و معاندین کے ساتھ بہت بڑا جہاد کیجئے۔ (جہاد اکبر)

گویا یہ ایک طاقتور ایٹم بم سے کہیں زیادہ قوت کا حامل ہے جو قوموں کے عروج و زوال اور ابدی ہدایت و سعادت ضلالت و شقاوت کا ذریعہ بنتا ہے۔ لیکن ہم نے خدا تعالیٰ کی اس مقدس کتاب سے جو ناروا سلوک اب تک کیا یا

کر رہے ہیں وہ عیاں را چہ بیاں والا معاملہ ہے کہ کہتے اور قلم سے لکھتے ہوئے ندامت و شرمندگی سے اپنا سر خم اور قلم کا جگر شق ہوتا ہے۔ چلو شاعر مشرق حکیم الامت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ سے ہی دریافت کرلو کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔

بہ با تش تراکارے جز ازیں نیست
کہ از یسین او اساں بمیری

کہ ہمیں قرآن کریم کی مبارک آیات اور حیات آفریں کلام کے ساتھ اس کے سوا اور کوئی تعلق و رشتہ نہیں ہے کہ اس کی سورۃ یسین کو مردہ پر پڑھو کہ اس سے موت آسان اور سہل واقع ہوگی اور بس............ علامہ موصوف پھر مزید فرماتے ہیں کہ۔

خوار ازن سہجوری قراں شدی
شکوہ سنج گردش دوراں شدی

کہ اے مسلمان تو قرآن سے تعلق چھوڑنے اور اسے خیرباد کہنے سے ذلیل و خوار ہو کے رہ گیا اور اس ذلت و خواری کا سبب اور ذمہ زمانے کے حالات و واقعات کو ٹھہرایا۔ پھر احساس زیاں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے مسلم خوابیدہ۔

اے چوں شبنم بر زمیں افتندہ
دربغل داری کتاب زندہ

کہ اے شبنم اور اوس کے قطروں کی مانند زمین پر گرنے پڑنے والا مسلمان! تو اپنا مقام و مرتبہ پہچان۔ یوں پامال نہ ہو۔ یوں ذلت و رسوائی سراگندگی کی زندگی بسر نہ کر۔ تو اپنے پاس نسخہ کیمیا رکھتا ہے۔ تیری بغل میں وہ عظیم اور مقدس کتاب ہے جو انقلاب و حیات آفریں ہے۔ جس کی صداقت و عظمت سے دنیا بھر کے طاغوتی ازم اور قوتیں ٹکرا کر پاش پاش ہوچکی ہیں اور ان تمدنوں اور تہذیبوں کا نام و نشان مٹ گیا۔ آج ان کے داستانہائے پارینہ باقی ہیں اور قرآن کریم اپنی تمام رعنائیوں، جلوؤں، سنو فشانیوں سے قائم و دائم ہے۔ سچ کہا مسٹر لاگوسٹ فرانسیسی نے کہ قرآن کریم فرانس سے زیادہ طاقتور ہے۔ اقلیم خطابت کے تاجدار امیر شریعت حضرت مولانا سید عطا اللہ شاہ بخاری صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ بابو لوگو قرآن کی قسمیں نہ کھایا کرو۔ اسے شوق و محبت سے پڑھا کرو۔ چلو سید احمد شہید بریلی اور شاہ اسماعیل شہید کی طرح نہ سہی اقبال مرحوم کی طرح ہی پڑھ لیا کرو۔ دیکھو جب انہوں نے قرآن کریم کو تدبر، غور و فکر سے پڑھا تو مغرب کی دانش اور تہذیب فرنگ پر بلہ بول دیا اور پھر شاہ جی مرحوم عالم وجد میں بے خود ہو کر یہ بھی ساتھ ہی فرماتے کہ بھائی یہ تمہارے ہی بت کدوں میں اذان کی صدا ہے۔

●●

مولانا محمد طاہر بخاری، پنجپیروطنی

اسوۂ حسنہ ﷺ

اس کائنات میں طرح طرح کی مخلوقات ہیں۔ جمادات، نباتات، حیوانات اور انسان۔ پھر ہر مخلوق کی الگ الگ صفات اور خصوصیات ہیں۔ جمادات بالعموم احساس و ادراک اور ارادہ سے خالی ہیں نباتات میں احساس کی ایک غیرارادی حالت نشوونما کی صورت میں نظر آتی ہے۔ حیوانات میں اس کے ساتھ ارادہ بھی ہے لیکن انسان میں احساس و ادراک اور ارادہ اپنی مکمل صورت میں موجود ہے۔ انسان کی یہی صفات اس کی تمام ذمہ داریوں اور فرائض کا اصل سبب ہیں کیونکہ قانون قدرت ہے کہ مخلوقات کی جس صنف میں یہ صفات جس قدر زیادہ ہیں اسی قدر وہ فرائض اور ذمہ داریوں کی زیادہ مکلف ہے۔

انسان کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کے لئے دو چیزیں درکار ہیں۔ ایک ان ذمہ داریوں کا صحیح علم اور دوسرے ان پر اعتدال کے ساتھ عمل۔ انہی دو باتوں کو قرآن اصطلاح میں "ایمان" اور "عمل صالح" کہا جاتا ہے۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ دنیا میں صرف وہی قومیں اور وہی افراد کامیاب ہوئے جو ان دو صفات کے حامل تھے اور وہ تمام قومیں اور وہ تمام افراد ہلاک و برباد ہوئے جو ان صفات سے محروم تھے۔

دنیا کی تمام مذہبی کتابیں، آسمانی صحیفے اور اخلاقی دکایتیں جن افراد نے انسانی فرائض کو قبول کیا ان کی تعریف اور جنہوں نے ان ذمہ داریوں کا انکار کیا ان کی برائی کے بیانات پر مشتمل ہیں اور ہر قوم کے سامنے اس کی بڑی بڑی شخصیات اور اکابر کی زندگیوں کی سبق آموز مثالیں پیش کرتی ہیں تاکہ اس قوم کے افراد شر اور کفر کے برے اثرات سے بچ کر عدل نیکی اور ایمان کا راستہ اختیار کریں۔

دنیا میں ہزاروں بلکہ لاکھوں اشخاص نمایاں ہوئے جنہوں نے آنے والوں کے لئے اپنی اپنی زندگیاں بطور نمونہ پیش کی۔

دارا و سکندر جیسے بڑی بڑی شان و شوکت کے مالک بادشاہ و حکمران رونما ہوئے جنہوں نے کبھی چاردانگ عالم پر حکومت کی اور قوموں کے جان و مال پر قابض ہوئے۔ ہلاکو، ہٹلر اور نپولین جیسے زبردست فاتح اور سپہ سالار بھی ہوئے جنہوں نے اپنی تلوار کی نوک سے دنیا کے طبق الٹ دیئے پھر سپئر اور ہومر جیسے بڑے بڑے بلند مرتبہ شاعر بھی ہوئے جنہوں نے اپنی شیریں زبان کی بناء پر قوموں کے جذبات میں اشتعال پیدا کر دیا۔ افلاطون و ارسطو اور سقراط جیسے حکماء اور فلاسفر بھی ہوئے جنہوں نے اپنی عقل رسا سے نظام عالم کے نقشے بدل دیئے اور عجائبات عالم کی طلسم کشائی کے حیرت انگیز نظریئے پیش کئے۔ غرض دنیا کی اسٹیج پر ہزاروں قسم کی زندگیوں کے نمونے ہیں اور ہر ایک کی زندگی بنی نوع انسان کو اپنی اپنی جانب کھینچتی ہے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان مختلف اصناف انسانی میں سے کس کی زندگی بنی نوع انسان کی صحیح سعادت فلاح اور ہدایت کی ضامن و کفیل اور اس کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔

غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس وقت دنیا میں جہاں کہیں بھی نیکی اور بھلائی کا نور ہے اور جہاں کہیں بھی خلوص اور نیک نیتی کا اجالا ہے وہ صرف انہی بزرگوں کی تعلیم اور ہدایت کا نتیجہ ہے جنہیں ہم انبیائے کرامؑ کے نام سے جانتے ہیں۔ پہاڑوں غاروں اور جنگلوں بیابانوں سے قصبوں شہروں تک جہاں بھی عدل و انصاف عفوو درگزر شفقت و رحم اور دیگر نیکیوں اور خوبیوں کا نشان ملتا ہے وہ اسی برگزیدہ جماعت کے کسی نہ کسی فرد کی دعوت و پکار کا واضح نتیجہ ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے ان من امۃ الاخلافیھا نذیر کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔ پھر ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا"

ولکل قوم ھاد

اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما ہے۔

چنانچہ آج ہر قوم اور ہر ملک میں انہی انبیائے کرام کی برکتوں کا اجالا نظر آتا ہے اور ہر طرف انہی کی پکاروں کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ نمرود کی خدائی اس کی موت کے ساتھ ہی دفن ہوگئی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیم آج بھی زندہ ہے۔ فرعون کا دعویٰ ربوبیت نیل میں غرقاب ہوا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اعجاز کا آج بھی زمانہ معترف ہے۔ قانون روما جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گناہ گار ٹھہرایا صدیاں گزریں معدوم ہوچکا ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم و ہدایت آج بھی موجود ہے۔ ابوجہل مکہ، کسریٰ ایران اور قیصر روم کی سلطنتیں مٹ گئیں مگر تاجدار مدینہ کی فرمانروائی بھی بدستور قائم و مسلم ہے۔

درحقیقت انسانوں کی عمدہ معاشرت صحیح تمدن اور اعلیٰ سیرت کی تکمیل و شرف میں یقیناً" تمام طبقات انسانی کے

کارکنوں کا حصہ ہے۔ حکماء نے اشیاء کے خواص ظاہر کئے۔ طبیبوں نے بیماریوں کے نسخے ترتیب دیئے۔ انجینئروں نے عمارتوں کا فن نکالا اور صناعوں نے ہنر پیدا کئے غرض سب نے مل کر ہماری ظاہری دنیا کی تکمیل کی مگر جنہوں نے ہماری باطنی دنیا کو آباد کیا۔ ہمارے حرص و ہوا اور جذبات و احساسات کی تہذیب کی۔ کون ہیں وہ پاکیزہ ہستیاں یہی انبیائے کرام ہیں جن کی بدولت ہماری معاشرت کی صحیح تشکیل ہوئی۔ ہمارا تمدن درست ہوا۔ اخلاق و سیرت انسانیت کا جوہر قرار پایا اور نیکی اور بھلائی ایوان عمل کے نقش و نگار ٹھہرے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری اخلاقی اور روحانی زندگی کی تکمیل اور تزکیہ کے لئے صرف انبیاء کرام اور ان کے نقش قدم پر چلنے والی ہستیوں کی تاریخیں اور سیرتیں ہی کار آمد اور مفید ہو سکتی ہیں۔ اب تک دنیا نے انہی سے فیض پایا ہے اور آئندہ بھی انہی سے فیض پا سکتی ہیں۔

بلاشبہ انبیاء کرام کی سوانح اور سیرتیں بنی نوع انسان کے لئے مفید اور کار آمد ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے زمانے میں اپنی اپنی قوموں کے لئے اس وقت کے تقاضوں اور ضرورتوں کے مطابق اخلاق عالیہ اور صفات کاملہ کا ایک نہ ایک بلند ترین نمونہ پیش کیا۔ کسی نے صبر کسی نے ایثار کسی نے قربانی کسی نے جوش توحید کسی نے تسلیم کسی نے عفت اور کسی نے زہد غرض ہر ایک نے زندگی کے راستے میں روشنی کا ایک مینار قائم کر دیا جس سے صراط مستقیم کا پتہ چل سکے مگر ضرورت تھی ایک ایسے اسوۂ حسنہ اور نمونہ کاملہ کی جو ایک طرف سے دوسری طرف تک پوری راہ کو اپنی ہدایت اور اپنے عمل سے روشن کر دے اور اس کی تعلیم و ہدایت ہر مسافر کو منزل مقصود کا واضح پتہ دے۔

وہ سیرت کاملہ یا نمونہ حیات جو انسانوں کے لئے ایک آئیڈیل کا کام دے اس کے لئے متعدد شرائط ہیں جن میں سب سے اہم شرط تاریخیت ہے یعنی اس کی زندگی کا کوئی حصہ یا پہلو پردہ اخفاء میں نہ ہو بلکہ اس کے تمام حالات زندگی روز روشن کی طرح عیاں اور تاریخی اعتبار سے مستند ہوں۔ دوسری شرط جامعیت ہے یعنی اس کی زندگی کا ہر کار آمد طبقہ انسانی کے لئے اپنے اندر اتباع و پیروی کا سامان رکھتی ہو۔ تیسری اور سب سے اہم شرط عملیت ہے یعنی اس کی ہر زبانی تعلیم کے لئے خود اس کا ذاتی عمل اس کی مثال اور نمونہ ہو۔

تنقید کے ان معیاروں پر اگر انبیاء کرام اور بانیان مذاہب کی زندگیوں کو جانچا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان میں سے کسی کی زندگی بھی سرور کائنات فخر موجودات سرکار دو عالم محمد مصطفےٰ ﷺ کی سیرت طیبہ کے برابر جامع کمالات نہیں۔ دنیا کا کوئی پیغمبر یا بانی مذہب ایسا نہیں جس کی اخلاقی زندگی کا ہر پہلو ہمارے سامنے اس طرح بے نقاب ہو گویا وہ ہمارے سامنے ہے۔ حضرت نوح سے حضرت موسیٰ تک تورات کے پیغمبروں میں سے کوئی بھی ایسا نظر نہیں آئے گا جس کی معصوم زندگی کے حالات چند سطور سے زائد ملیں۔ حضرت عیسیٰ کی دنیا میں ۳۳ برس کی عمر میں سے صرف تین برس کا حال ہمیں معلوم ہے اور وہ بھی بیشتر معجزات و خوارق پر مشتمل ہے۔ ان انبیاء کے علاوہ ہندو چین اور ایران کے بانیان مذاہب کی اخلاقی زندگیوں سے واقفیت کا کوئی ذریعہ نہیں۔ صرف معلم و ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایسی ہے جس کا حرف بحرف محفوظ و معلوم ہے بقول مشہور مستشرق باسورتھ سمتھ "سیرت محمدی پورے دن کی روشنی ہے جس میں محمد ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو روز روشن کی طرح نمایاں ہے" آنحضور ﷺ کا خود یہ حکم تھا کہ میرے حکم اور عمل کو دوسروں تک پہنچاؤ۔

اسی طرح اگر جامعیت کے اعتبار سے تمام معلمین اخلاق کی زندگیوں پر نظر ڈالیں تو وہاں فقط ایک فن کے طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ کسی کی تربیت گاہ میں فوجی تربیت کے سوا کوئی اور فن نمایاں نہیں کسی کے مکتب میں عفو و درگزر کے سوا کوئی اور سبق نہیں۔ کسی کے ہاں خانقاہوں میں زہد اور بھیک مانگنے والوں فقیروں کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا لیکن آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی درسگاہ عظیم میں دیکھئے تو معلوم ہو گا کہ یہ ایک عمومی جامعہ ہے جس میں انسانی ترقی کی ہر قوت نشوونما پا رہی ہے۔ مختلف طبقات انسانی کے لئے آپ ﷺ کی عملی سیرت میں نمونے اور مثالیں ہیں جو ہر ایک کے لئے الگ الگ ہدایت کا چراغ ہیں۔ آپ ﷺ کی حیثیت ایک انسان ایک باپ ایک شوہر ایک دوست ایک خانہ دار ایک تاجر ایک حاکم ایک سپہ سالار ایک بادشاہ ایک استاد ایک مرشد اور ایک پیغمبر ہر لحاظ سے واضح نظر آتی ہے۔ تمام انسانی طبقے آپ کے سامنے زانوئے ادب تہ کرتے آپ ﷺ کی تعلیمات سے بہرہ انداز ہوتے ہیں۔ پھر انسانی زندگی کے مختلف لمحوں اور مختلف افعال مثلاً "اٹھنا" بیٹھنا" چلنا پھرنا" نہانا دھونا رونا ہنسنا وغیرہ تمام اخلاقی پہلوؤں کی جامع مثالیں صرف پیغمبر علیہ السلام ﷺ کی سوانح میں مل سکتی ہیں۔

اب ذرا عملیت کے اعتبار سے دیکھئے تو حضور اکرم ﷺ کی سیرت تمام انبیاء کرام اور مصلحین عالم سے منفرد و ممتاز نظر آتی ہے کیونکہ جب یہ سوال کیا جائے کہ ان اخلاقی واعظوں کا خود اپنا عملی نمونہ کیا تھا تو دنیا اس کے جواب سے عاجز رہ جائے گی لیکن نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پکار پکار کر کہتے ہیں"

لم تقولون مالا تفعلون

جو نہیں کرتے وہ کہتے کیوں ہو؟

●●

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی

فون نمبر: ۲۴۵۸۰۳

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز

شاپ نمبر ایف۔ ۹۱۔ صرافہ

میٹھادر کراچی فون۔ ۲۴۵۵۷۳

اظہارِ بندگی کا عمدہ طریقہ

نماز کی اہمیت

از جناب شوکت علی (بی اے) سابق جنرل سیکریٹری پاکستان کرسچن ایسوسی ایشن' سیالکوٹ

نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کا ایک خاص طریقہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے رسول ﷺ کے ذریعے اپنی مخلوق کو بتایا اور اظہار بندگی کا ایسا عمدہ طریقہ ہے جس کی ہر ادا سے اپنے مولا کی تعظیم و تکریم ہوتی ہے۔ اپنی بندگی اور غلامی کا اظہار ہوتا ہے۔

نماز امت محمدیہ ﷺ پر ابتداء رسالت میں (فجر اور مغرب) دو وقت کی نمازیں فرض تھیں۔ ہجرت سے ڈیڑھ برس قبل جب رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی۔ تو پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔ نماز باقاعدہ پڑھنے سے نمازی تمام گناہوں سے باز رہتا ہے۔ نماز حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آج تک ہر نبی کے دور تک مختلف صورتوں کے ساتھ فرض رہی ہے۔ نماز سے پیاری کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں ہے۔ نماز پڑھتے وقت ہر نمازی یہ خیال کرے کہ یہ میری آخری نماز ہے ممکن ہے اس کے بعد موت آ جائے اور پھر پڑھنا نصیب نہ ہو۔ نماز کا رتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا رتبہ ہے نماز کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر سب چیزوں سے پہلے نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز کا ہی حساب ہو گا۔ اگر یہ ٹھیک اتری تو سارے عمل ٹھیک اتریں گے۔ اور اگر یہ خراب نکلی یہ سارے عمل خراب نکلیں گے۔ نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ بے شک ان مسلمانوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز کو دل لگا پڑھتے ہیں۔ (مومنون) نماز جو (شب معراج) عرش پر فرض ہوئی۔ اور روزہ' زکوۃ حج وغیرہ تمام فرائض فرش پر۔ نماز کی اہمیت سے بے خبر ان نمازیوں کے لئے خرابی ہے جو بے وقت نماز پڑھتے ہیں۔ اور کبھی پڑھتے کبھی نہیں پڑھتے ہیں۔ نماز قرآن اور حدیث پڑھنے والے جانتے ہیں کہ نماز کس قدر اہم اور ضروری ہے۔ اس کے ترک کرنے کا انجام کتنا سخت اور ہولناک ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض میں سب سے بڑا فریضہ ہے نماز حضور ﷺ نے فرمایا نماز مومن کی معراج ہے نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز موت کے وقت ملک الموت سے سفارش کرنے والی ہے۔ نماز قبر میں منکرین کا جواب دینے والی ہے۔ نماز جنت کی لازوال نعمتوں اور راحتوں کی طرف جانے کا رستہ ہے۔ نماز ایک مستقل حکم خداوندی ہے۔ اس کی تعمیل فرض ہے۔ نماز دوزخ کی آڑ ہے۔ اور بہشت میں لے جانے والی ہے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرو۔ خصوصاً" درمیانی نماز (عصر) کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو۔ نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے رہو۔ اور قیامت کے دن سے ڈرتے رہو جس میں بہت سے دل اور آنکھیں الٹ پلٹ جائیں گی۔ نماز اے میرے رب مجھکو اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا دے۔ اے میرے پروردگار میری دعا قبول فرما۔ نماز ایک وقت کی قصداً" ترک کر دینا بہت بڑا گناہ ہے نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے کے وقت (یعنی ظہر) نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں میں (یعنی فجر اور مغرب) اور رات کی ان گھڑیوں میں جو (دن) سے نزدیک ہیں۔ یعنی (عشاء' وتر' تہجد) نماز سے محروم رکھنے کے لئے شیطان طرح طرح کے وسوسے دل میں ڈالتا ہے۔ نماز کے ذریعے اپنے نفس کو پاکیزہ' اخلاق کو درست اور اعمال کو صالح بناتے ہوئے رضائے الٰہی حاصل کریں۔ نماز درحقیقت دربار رب العالمین میں حاضری اور بارگاہ الٰہی کے حضور اور پروردگار عالم سے مناجات اور ہم کلامی کا نام ہے۔ نماز دین کا ستون ہے پس جس نے اس کو قائم کیا بے شک اس نے دین کو قائم کیا۔ نماز نہ پڑھنا اور اطاعت خداوندی نہ کرنا سراسر حکم عدولی اور خدا سے بغاوت ہے۔ اور باغی سے خدا کبھی خوش نہ ہو گا۔ نماز پڑھنے والے نمازی کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ نماز دل لگا کر پڑھنے والے کے لئے خدا کا وعدہ ہے کہ اسے بخش دے گا جو ایسا نہ کرے اس کے لئے خدا کا کوئی وعدہ نہیں چاہے اسے بخشے اور چاہے اس عذاب دے۔ نمازی کا تعلق اپنے خالق کے ساتھ قائم و دائم رہتا ہے۔ نماز کا ادا کرنا اور ماتحتوں نوکروں' بیوی' بچوں کو حکم کرنا آپ کے فرائض میں داخل ہے۔ ورنہ آپ جواب دہ ہوں گے۔ نماز کا اہتمام رکھو اور خدا سے ڈرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر ﷺ کا یہ آخری کلام تھا۔ نماز قائم رکھنے اور زکوۃ ادا کرتے رہو۔ مومن مرد مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ بھلائی کا حکم کرتے اور برائی سے منع کرتے رہو۔ نماز ظاہری کو اسلام میں فرض کیا گیا ہے۔ اس کے نعم البدل کے طور پر دل کی یاد کافی نہیں۔ صرف دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کر لینا کافی نہیں۔ بلکہ ہم دن رات میں پانچ مرتبہ زبان عمل سے ان چیزوں کا اظہار کریں۔ جن پر ایمان لاتے ہیں۔ نماز کے لئے ہر مرد' بشر' عاقل' بالغ پر پنج وقتہ بارگاہ خداوندی میں حاضری ضروری اور لازمی کر دی گئی ہے۔ تاکہ ہر شخص کا تعلق اپنے خالق کے ساتھ قائم و دائم رہے۔

مقام عبرت از ـ بریرہ سیف لاہور

کیا ہم مسلمان کہلانے والوں' نبی اکرم ﷺ کے امتی کہلانے پر فخر کرنے والوں نے کبھی یہ بھی سوچا اور غور کیا کہ ہم کدھر جا رہے ہیں اور ہماری منزل کیا ہے۔

کیا ہماری عادات اور ہمارے طور و طریق آج وہی نہیں جو حضرت نوح' حضرت ہود' حضرت صالح' حضرت لوط اور حضرت شعیب' کی قوم کے تھے۔ کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے احکام پر عمل کر رہے ہیں؟ کیا ہماری زندگیاں قرآن و سنت کی روشنی میں بسر ہو رہی ہیں؟ کیا ہم نے اس پیارے ملک پاکستان میں اللہ کا قانون اور اسلامی نظام جاری و ساری کر لیا ہے؟ کیا ہم اللہ کے غضب سے ہلاک ہونے والی قوموں کی طرح آپس میں ایک دوسرے کے حقوق غصب تو نہیں کر رہے؟ کیا ہم ایک دوسرے کو ذلیل و خوار نہیں کر رہے؟ کیا ہم اپنی ساری قوت ایک دوسرے کو زیر کرنے پر صرف نہیں کر رہے؟ کیا ہم ناپ تول میں کمی نہیں کر رہے؟ کیا ہم میں رشوت خورانی کی عادات بد تو نہیں! کیا ہم اپنی خواہشات کی تکمیل کی خاطر ملک میں فساد برپا تو نہیں کر رہے؟ اور مختلف قومیتوں اور فرقوں میں بٹ کر اللہ کے غیظ و غضب کا نشانہ بننے کی تیاریاں تو نہیں کر رہے۔ آؤ ------ غور کریں اور اپنے بے بنیاد اور فروعی اختلافات و تعصبات کو ختم کر کے امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور رہوں۔

مولانا محمد شاہد تھانویؒ

اللہ والوں کی محفل

قصہ ایک ولی اللہ کا

عامر بن عبد القیس کے وجود پر شہر بصرہ نازاں تھا۔ صرف بصرہ میں ہی نہیں بلکہ لوگوں کا خیال تھا کہ اس زمانہ میں دنیا بھر کے عابد و زاہد لوگوں پر فائق ہیں۔ شوق و ذوق کا وہ غلبہ تھا کہ تمام رات ایک منٹ کو نہیں سوتے تھے۔ فرائض اور دیگر وظائف کے علاوہ دن رات میں ہزار رکعتیں کبھی قضا نہ ہوتی تھیں۔ بہت سے ظاہرین خشک مزاج لوگ ان کو دیوانہ سمجھنے لگے کہ خدا نے رات سونے کے لئے بنائی ہے دن کاروبار کے لئے۔ ہر دم نماز و ظائف میں لگے رہنا فطرۃ اللہ کے خلاف ہے۔ بعض کوتاہ نظر اہل ایمان ان پر مخالفت سنت کا الزام لگائیں گے کہ طریقہ مسنون یہ ہے کہ رات کو آرام بھی کیا جائے اور عبادت بھی۔ کوئی کچھ کہے مگر یہ معذور تھے۔ اپنے اختیارات اور قابو میں ہی نہ تھے کہ کسی قاعدے کی پابندی کریں۔ غلبہ شوق نے ان کی نیند اڑا دی تھی اور قرۃ عینی فی الصلوۃ کی راحت نے تمام لذت طبعی سے ہٹا کر ایک طرف طبیعت لگا دی تھی ماخلقت الجن والانس الالیعبدون کی قدیم ندا اور بے مثل و بے ساز آواز ان کو مدہوش کر رہی تھی بار بار فرماتے تھے مجھ کو یہی حکم دیا گیا ہے اور اسی کام کے لئے پیدا ہوا ہوں۔

کسی نے پوچھا کہ جناب عامر ہم لوگوں کو اپنی مختصر نمازوں میں دنیا بھر کے خیالات گھیر لیتے ہیں آپ دن رات نماز میں رہتے ہیں آپ کو کچھ خیال آتا ہے کہا جب نماز شروع کرتا ہوں تو بروز قیامت خدا تعالیٰ کے سامنے بے کس و بے بس کھڑے ہونے کی حالت پیش نظر ہو جاتی ہے۔ اور جو سلام پھیر کر نماز ختم کرتا ہوں تو وہاں سے واپسی کی صورت آنکھوں میں پھر جاتی ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنے تقدس و صلاحیت پر نازاں ہو کر نہیں سمجھنا چاہئے کہ عوام مجھ پر کبھی بدگمانی نہ کریں گے بلکہ تہمت کے مواقع سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ نہایت متقی اور نہایت پرہیز گار شخص کو بھی تمام لوگ ایک آنکھ سے نہیں دیکھتے اور ہر شخص ایک ہی قسم کا خیال نہیں کرتا بلکہ بعض محبت اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور بعض مخالفت اور ناراضگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ لہذا شریر لوگوں کی تہمت تراشنے اور بدگمان فاسد کرنے سے احتراز لازم ہے اس لئے کہ شریر النفس لوگوں کے دلوں میں ہر شخص کی نسبت برا ہی خیال گزرتا ہے۔ اس لئے جب کسی شخص کو دیکھو کہ لوگوں کی بدگمانی میں مبتلا رہتا ہے۔ اور ہمیشہ ان کے عیوب کی طلب اور تلاش میں رہتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ خبیث الباطن ہے اور یہ باطنی خبث ہے جو اس کے افعال و اقوال سے ٹپک رہا ہے۔ چونکہ خود خبیث ہے ایسا ہی دوسروں کا خیال کرتا ہے۔ شان مومن کی یہی ہے کہ دوسروں کو معذور سمجھے اور منافق کی عادت یہ ہے کہ عیوب تلاش کرے۔ مومن کامل کا سینہ تمام مخلوق کی طرف سے صاف اور بے لوث ہوتا ہے۔

جناب عامر کو اپنے شغل عبادات میں لوگوں کی بدگمانی اور خیالات کی پروانہ ہوئی۔ لوگوں نے بلا تحقیق اپنے بدگمان فاسد کے مطابق ان کی چند شکائتیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچائیں۔

۱ نکاح نہیں کرتے (یا تو جائز ہی نہیں سمجھتے یا کم از کم ترک سنت ضرور کرتے ہیں)

۲ گوشت کبھی نہیں کھاتے۔

۳ اماموں پر اعتراض کرتے ہیں اور جمعہ کی نماز میں کبھی شریک نہیں ہوتے۔

ملک شام میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عامل و حاکم تھے جن کا حسن انتظام و تدبر سب کو تسلیم تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھتے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر نظر رہنا عامر کے لئے بھی مفید ہو گا۔ اور انتظام و سکون کے خلل کا اندیشہ بھی رفع ہو جائے گا۔ اس لئے حکم دیا کہ آپ ملک شام میں جا کر رہیں امیر اور حاکم کی اطاعت کی جو تعلیم مختلف و موثر عنوانات سے جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وہ عامر سے مخفی نہ تھی نہ کوئی عذر کیا نہ کسی قسم کی سرکشی اور انحراف۔ شام کو روانہ ہو گئے۔

شام پہنچ کر انہوں نے سب کاموں پر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کو دینی اور دنیوی لحاظ سے مقدم سمجھا جن کو نہ صرف ملک شام کا حاکم ہونے کی حیثیت حاصل تھی بلکہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کی دینی عزت بھی باعث فخر تھی۔

ان کے متعلق الزام اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم اور اس کی مصلحت سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے لئے تشریف لائے تو پہلے ہی مطلع ہو چکے تھے۔ جب یہ ملاقات کے لئے تشریف لائے تو حسن اتفاق سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانا ہی کھا رہے تھے دسترخوان پر ثرید (یعنی روٹی کے ٹکڑے گوشت میں ڈالے ہوئے) موجود تھا۔ حضرت معاویہ کی فرمائش پر جناب عامر کھانے میں شریک ہو گئے اور ثرید بڑے شوق سے کھایا۔ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے کہ عامر بے قصور ہیں اور ان کی جس قدر شکائتیں ہیں وہ سب افترا و الزام ہیں۔

معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ جناب آپ کو یہ بھی خبر ہے کہ کس الزام میں آپ کو بصرہ سے نکالا گیا ہے۔ عامر نے کہا کہ مجھے اطلاع نہیں ہے۔ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امیر المومنین (عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو لوگوں نے یہ خبر پہنچائی ہے کہ تم گوشت نہیں کھاتے اس کی حقیقت تو ابھی معلوم ہو گئی ہے۔ کہ آپ نے میرے سامنے گوشت کھایا۔ اور یہ کہ تم نکاح کو جائز نہیں سمجھتے اور اماموں پر اعتراض کرتے ہو اور جمعہ کی نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔

عامرؒ ان بے اصل تہمتوں کو سن کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ سب باتیں لوگوں کی غلط فہمی سے مجھ پر چسپاں ہو گئی ہیں ورنہ ان میں سے ایک بات بھی میرے اندر نہیں ہے۔ جمعہ کے لئے مستقل جاتا ہوں لیکن (لوگوں کی گردنوں پر پھلانگنے اور ایذا دینے کے خوف سے) سب سے پچھلی صف میں نماز پڑھتا ہوں اور نماز پڑھ کر فوراً واپس آ جاتا ہوں (کیونکہ نوافل و سنن کا مکان میں پڑھنا مسنون اور افضل ہے اور ریا سے بعید ہے) گوشت کے متعلق آپ نے خود مشاہدہ فرمالیا ہے کہ مجھے کچھ پرہیز نہیں ہے لیکن ایک روز اتفاق ہوا کہ ایک قصاب بکری ذبح کرنے کے لئے کھینچے لے جاتا اور خریداروں کو بلانے کے کہتا تھا کہ آؤ چلتا ہوا مال ہے۔ آ جاؤ چلتا ہوا مال ہے۔ اس بد تمیز نے یہی کہتے کہتے بکری کو ذبح کر دیا۔ اور ذرا بھی اللہ کا نام نہیں لیا اس روز سے بازار کے گوشت سے نفرت ہو گئی۔ بالکل کھانا ہی چھوڑ دیا اگر کبھی ضرورت اور رغبت ہوتی تو بکری ذبح کر کے کسی قدر گوشت کھا لیتا ہوں۔

نکاح کی نسبت یہ عرض ہے کہ میں نکاح کو حلال اور مسنون سمجھتا ہوں لیکن اتنی مدت تک کوئی مناسب موقع نہیں ملا۔ البتہ ان ایام میں جبکہ میں بصرہ چھوڑ کر شام جانے کا حکم ہے میرے رشتہ و نکاح کی گفتگو ہو رہی تھی جو اس سفر کی وجہ سے ناتمام رہ گئی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو پہلے ہی سمجھ گئے کہ عامر بے قصور ہیں۔ ان کے بیان سے اور زیادہ حقیقت واضح ہو گئی۔ فرمایا کہ اگر آپ اپنے وطن واپس ہونا پسند کریں تو میں خلیفۃ المسلمین سے سفارش کر کے آپ کو واپس جانے کی اجازت دلا دوں۔ عامرؒ نے فرمایا کہ مجھے ایسے شہر میں واپس جانا گوارا نہیں ہے جس کے باشندوں نے مجھ پر ایسی بے دردی سے الزام لگائے ہیں۔ اس کے بعد عامرؒ نے سواحل شام میں

مستقل سکونت اختیار کرلی اور اپنی عبادت و ذکر اللہ میں مشغول رہنے لگے۔

معاویہ ؓ ان سے نہایت تعظیم و توقیر کا معاملہ فرماتے اور جب ملاقات ہوتی تو دریافت فرماتے کہ کوئی کام اور کوئی ضرورت ہو تو فرمایئے۔ ان کی اطاعت اور زاہدانہ زندگی نے ان کو ایسا مستغنی بنا رکھا تھا کہ ہمیشہ انکار کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہ ؓ نے حسب دستور یہی دریافت فرمایا تو ہنس کر کہنے لگے کہ اور کوئی حاجت نہیں ہے البتہ میرے وطن بصرہ کی دھوپ یہاں منگا دیجئے۔ اس لئے کہ اس ملک میں روزے کا وہ لطف نہیں آتا۔ سرسبز و شاداب ملک ہے موسم معتدل ہے نہ آفتاب کی تیزی ہے نہ دھوپ کی سختی نہ پیاس کی بے قراری۔ روزہ رکھنے سے نفس کو جس قدر تکلیف وہاں ہوتی تھی یہاں نہیں۔

جب کسی لشکر میں ہو جاتے تو اپنی طبیعت کے دو ساتھی منتخب کرکے یہ شرط کرکے ان کے ساتھ رہتے کہ میں تمہاری خدمت کیا کروں گا اور حتی الوسع تم پر اپنا مال خرچ کروں گا۔ اور اذان میں دیا کروں گا جب تک موافقت رہتی رفاقت میں بسر کرتے جب ان ساتھیوں میں سے کسی پر کوئی ساتھی ان سے جھگڑا یا مخالفت کرتا تو ناراض ہو جاتے اور ان ساتھیوں کو چھوڑ دیتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی محبت نے مجھ پر تمام مصیبتوں کو آسان کر دیا ہے اور محبوب حقیقی کی مقدر کی ہوئی تمام باتوں پر مجھ کو رضامند کر دیا ہے کوئی بات ناگوار خاطر ہی نہیں ہوتی اور اس محبت کے مشغلہ میں مجھ کو پرواہ ہی نہیں ہوتی کہ کس حالت میں صبح ہوئی اور کس حالت میں شام۔ لوگوں کو اپنے اپنے کاروبار میں لگا ہوا دیکھتے تو خدا تعالیٰ کی طرف عجز و نیاز سے متوجہ ہو کر عرض کرتے کہ اے میرے کارساز معبود سب لوگ اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کی تلاش میں پھر رہے ہیں میں بھی اپنی حاجت لے کر تیرے دروازے پر حاضر ہوا ہوں۔ میری بس ایک ہی حاجت ہے اس کو پورا فرما دے۔ وہ یہ کہ میری مغفرت ہو جائے۔

●●

زندگی کیا ہے؟

آثار و مشاہدات کی روشنی میں

زندگی کیا ہے؟ اس موضوع پر امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی ایک نابغہ روزگار تحریر

زندگی کیا ہے؟ یہ ایک بحث طلب موضوع ہے۔ ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں' ہماری نظر اس عجیب و غریب اور حیرت انگیز نظام پر ہے' جس کے سہارے زندگی کو باقی رکھا گیا۔ اس کو خوش گوار اور دلچسپ بنایا گیا اور ایسا دلچسپ کہ ہر چیز اس کے مقابلہ میں ہیچ اور ہر ایک دولت اس پر قربان ہے۔

گرد و پیش' دائیں اور بائیں بے شمار چیزیں ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔ وہ سب ہماری زندگی کے لئے فائدہ بخش ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام کی پیدائش اسی لئے ہے کہ حیات زندگی باقی رہے۔

جو چیزیں ہمارے سامنے ہیں ان کی بخشش و تقسیم کا ایک نظام ہے۔ ایک ترتیب ہے۔ ایک مناسبت ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہر وجود کو زندگی کے لئے جس جس چیز کی ضرورت تھی ٹھیک ٹھیک اسی طرح انہیں وقتوں میں اور اسی مقدار میں وہ ہر چیز اسے مل رہی ہے اور اس نظم و انضباط سے تمام کارخانہ حیات چل رہا ہے۔

پانی اور رطوبت (تری) پر نظر ڈالو۔ یہ وہ چیز ہے جس پر زندگی کا مدار ہے۔ یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ اسی سے حیات و زندگی کا وجود ہوا۔ بے شک اس کے وافر ذخیرے ہر طرف موجود ہیں لیکن اگر صرف اتنا ہی ہوتا تو یہ زندگی کے لئے کافی نہیں تھا کیونکہ زندگی کے لئے صرف یہی ضروری نہیں کہ پانی موجود ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ایک خاص انتظام' ایک خاص مقررہ مقدار اور مخلوقات کی مختلف قسموں کے لئے خاص اسی قسم کی مناسبت کے ساتھ موجود ہو۔

اب دیکھو! پہاڑوں کی برفانی چوٹیوں آسمان پر چھائے ہوئے بھورے اور کالے بادلوں سے لے کر سمندر تک نظر ڈالو۔ تم دیکھو گے کہ پانی بٹنے اور تقسیم ہونے کا خاص نظام موجود ہے اور جہاں جس کو جس قسم کے پانی کی ضرورت ہے ٹھیک اسی مناسبت اور موزونیت سے پانی پہنچ رہا ہے۔

زمین خشک ہوئی۔ خشکی سے تڑخنے لگی۔ جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کھل گئے۔ دہقان اگر اسی میں بیج ڈال دیتا تو اس کی محنت رائیگاں جاتی کیونکہ ایک ایک دانہ بھن بھن کر ختم ہو جاتا۔ اس پر اگر دفعتاً دریا کے دہانے یا پانی کے نل کھول دیئے جاتے تو سیلاب تو آ جاتے مگر اس کے جگر کی حرارت ختم ہو کر وہ اعتدال نہ پیدا ہوتا جو بیج کو پودا بنا سکتا ہے۔

تم نے دیکھا۔ سورج کی شعاعوں نے کس طرح سمندر سے ڈول بھر بھر کر فضا میں پانی کی چادریں پھیلا دیں۔ پھر ٹھنڈی ہوا میں زندگی کی بشارت دیتی ہوئی آگے آگے چلیں۔ پیچھے پیچھے بادلوں کے لشکر نے اس طرح بوندیں برساتے ہوئے آئے کہ کند زمین کے صرف پپڑیاں جمے ہوئے ہونٹ ہی تر نہیں ہوئے بلکہ بوندوں کے انجکشن ایک ایک رگ تک پہنچے اور تڑپتی ہوئے جگر کی نس نس کو تر کر دیا۔

قطرۂ آب کا قصہ بھی عجیب ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ یہ زمین پر گر کر فنا ہو گیا لیکن اس نے فنا کے بجائے بقا اختیار کرلی۔ اس نے ہوا کا جامہ مستعار لیا اور آسمان کی طرف اڑ کر مون سون کے ان گالوں میں مل گیا جس کو سورج کی کرنوں نے دریاؤں کی سطح اور مرطوب زمینوں کے جگر سے اوپر اٹھا کر فضا میں پھیلایا تھا۔ یہ کالے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچے اور برف کے تودے بن گئے۔ آفتاب کی وہی کرنیں جنہوں نے سطح سمندر کو بے چین کرکے اس کی گرم آہوں کے بخارات سے مون سون بنایا تھا۔ برف کے تودوں کو نئے انقلاب کی دعوت دینے لگیں۔

وہی قطرے جو ہوا میں گر اڑے تھے' پھر اس تودے سے رخصت ہو ہو کر سمندر کا رخ کرنے لگے۔ برفانی چوٹیوں سے گرتے پڑتے۔ رواں دواں آبشاروں' پہاڑی' سوتوں اور چشموں کے راستے نالوں اور ندیوں پر پہنچے۔ راستہ میں بے شمار تشنہ لبوں کو سیراب اور کھیتوں کو شاداب کیا۔ جھیلوں کو لبریز' نہروں اور ندیوں کی آغوش میں اچھلتے کودتے سمندروں کے دامن میں پہنچی اور مون سون کی پرانی کہانی

پھر سے ویرانی شروع کردی۔ غرض ایک دور ہے اور نقشہ حیات کے ایک ایک خانہ میں رنگ بھر رہا ہے۔

یہ پانی کا قصہ تھا' جو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا گیا۔ پانی کے علاوہ زندگی کی تمام ضرورت پر نظر ڈالئے۔ آپ دیکھیں گے کہ زندگی کے لئے جن چیزوں کی سب سے زیادہ ضرورت ہے' ان کی بخشائش بھی سب سے زیادہ عام ہے اور جن کی ضرورت خاص خاص حالتوں اور گوشوں کے لئے ہے' ان کے وجود میں بھی ایسی ہی خصوصیت اور ندرت پائی جاتی ہے' ہوا سب سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ پانی اور غذا کے بغیر کچھ عرصہ تک زندگی ممکن ہے مگر ہوا کے بغیر زندگی کا تصور بھی مشکل ہے۔

پس اس کا سامان اتنا وافر اور عام ہے کہ کوئی جگہ' کوئی گوشہ اور کوئی وقت نہیں جو اس سے خالی ہو۔ فضا میں ہوا کا سمندر ہے جو موجیں مار رہا ہے۔ جب بھی اور جہاں کہیں سانس لو زندگی کا یہ سب سے زیادہ ضروری جوہر تمہارے لئے خود بخود موجود ہے۔

ہوا اور پانی کے بعد غذا کی ضرورت ہے لیکن ہوا اور پانی سے کم مگر اور تمام چیزوں سے زیادہ اس کا دستر خوان کرم بھی خشکی اور تری میں بچھا ہوا ہے اور کوئی مخلوق نہیں' جس کے گردو پیش غذا کا ذخیرہ موجود نہ ہو۔

نظام پرورش

پھر سامان پرورش کے اس عالم گیر نظام پر غور کرو جو اپنے ہر گوشہ عمل میں پروردگی کی گود اور بخشش حیات کا سرچشمہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام کارخانہ صرف اسی لئے بنایا گیا ہے کہ زندگی بخشے۔ اور زندگی کی ہر استعداد کی رکھوالی کرتا رہے۔

سورج اس لئے ہے کہ روشنی کے لئے چراغ اور گرمی کے لئے تنور کا کام دے۔ اور اپنی کرنوں کے نورانی پائپ پھیلا کر سمندر سے پانی کھینچتا رہے۔ ہوائیں اس لئے ہیں کہ اپنی سردی اور گرمی سے موقعہ بموقعہ خاص خاص اثر پیدا کرتی رہیں اور کبھی پانی کے قطروں کو جما کر ابر کی چادریں بن دیں اور کبھی بادل کی جمی ہوئی ٹکڑیوں کو پانی بنا کر بارش برسا دیں۔

زمین اس لئے ہے کہ نشوونما کے خزانوں سے ہمیشہ معمور رہے اور ہر دانے کے لئے اپنی گود میں زندگی اور ہر پودے کے لئے اپنے سینے میں آسودگی رکھے۔

مختصر یہ کہ کارخانہ ہستی کا ہر ایک گوشہ صرف اسی کام میں لگا ہوا ہے۔ ہر قوت استعداد ڈھونڈھ رہی ہے اور ہر تاثیر اثر پذیری کے انتظار میں ہے۔ جونہی کسی وجود میں بڑھنے اور نشوونما پانے کی استعداد پیدا ہوتی ہے' معاً تمام کارخانہ ہستی اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

سورج کی تمام کارفرمائیاں' فضا کے تمام تغیرات' زمین کی تمام قوتیں' عناصر کی تمام سرگرمیاں صرف اسی انتظار میں رہتی ہیں کہ کب چیونٹی کے انڈے سے ایک بچہ نکلتا ہے اور کب دہقان کی جھولی سے زمین پر ایک دانہ گرتا ہے۔

سب سے زیادہ عجیب مگر سب سے زیادہ نمایاں حقیقت اس نظام کی یکسانیت اور ہم آہنگی ہے۔ یعنی ہر وجود کی پرورش کا سروسامان جس طرح اور جس اسلوب میں کیا گیا ہے وہ ہر گوشہ میں ایک ہی ہے اور ایک ہی اصل و قاعدہ رکھتا ہے۔ پتھر کا ایک ٹکڑا تمہیں گلاب کے شاداب اور عطر بیز پھول سے کتنا ہی مختلف دکھائی دے لیکن دونوں کی پرورش کے اصول اور احوال پر نظر ڈالو گے تو صاف نظر آجائے گا کہ دونوں کو ایک ہی طریقہ سے سامان پرورش ملا ہے اور دونوں ایک ہی طرح پالے پوسے جا رہے ہیں۔

انسان کا بچہ اور درخت کا پودا تمہاری نظر میں کتنی بے جوڑ چیزیں ہیں۔ لیکن اگر ان کی نشوونما کا کھوج لگاؤ گے تو دیکھ لو گے کہ قانون پرورش کی یکسانیت سے دونوں ایک ہی رشتہ میں منسلک ہیں۔ پتھر کی چٹان ہو یا پھول کی کلی۔ انسان کا بچہ ہو یا چیونٹی کا انڈا۔ سب کے لئے پیدائش ہے اور قبل اس کے پیدائش ظہور میں آئے' پرورش کا سامان مہیا ہو جاتا ہے۔

پھر طفولیت کا دور ہے اور اس دور کی ضروریات ہیں انسان کا بچہ بھی طفولیت رکھتا ہے اور درختوں کے مولود نباتاتی کے لئے بھی طفولیت ہے اور تمہاری چشم ظاہر بیں کو کتنا ہی تعجب کیوں نہ ہو لیکن پتھر کی چٹان اور مٹی کا تودہ بھی اپنی اپنی طفولیت رکھتا ہے۔ پھر طفولیت رشد و بلوغ کی طرف بڑھتی ہے اور جوں جوں بڑھتی جاتی ہے۔ اس کی روز افزوں حالت کے مطابق یکے بعد دیگرے سامان پرورش میں بھی تبدیلیاں ہوتی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ ہر وجود اپنے سن کمال کو پہنچ جاتا ہے اور پھر اس ضعف و انحطاط کا خاتمہ بھی سب کے لئے ایک ہی طرح ہے۔ کسی صیغے میں اسے مرجانا کہتے ہیں' کسی میں مرجھا جانا اور کسی میں پامال ہو جانا' الفاظ متعدد ہو گئے مگر حقیقت میں تعدد نہیں ہوا۔

جہاں تک غذا کا تعلق ہے' حیوانات میں ایک قسم ان جانوروں کی ہے' جن کے بچے دودھ سے پرورش پاتے ہیں اور ایک ان کی جو عام غذاؤں سے پرورش پاتے ہیں۔ نظام ربوبیت نے دونوں کی پرورش کے لئے کیسا عجیب سروسامان مہیا کر دیا ہے۔

دودھ سے پرورش پانے والے حیوانات میں انسان بھی داخل ہے' سب سے پہلے انسان اپنی ہستی کا مطالعہ کرے جونہی وہ پیدا ہوتا ہے اس کی غذا اپنی ساری خاصیتوں' مناسبتوں اور شرطوں کے ساتھ خود بخود مہیا ہو جاتی ہے اور ایسی جگہ سے مہیا ہوتی ہے' جو حالت طفولیت میں اس کے لئے سب سے قریب تر اور سب سے موزوں جگہ ہے۔

ماں بچے کو جوش محبت میں سینے سے لگا لیتی ہے اور وہیں اس کی غذا کا سرچشمہ موجود ہوتا ہے۔ پھر دیکھو اس غذا کی نوعیت اور مزاج میں بچہ کی حالت کا درجہ بدرجہ کس قدر لحاظ رکھا گیا ہے اور کس طرح یکے بعد دیگرے اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ ابتدا میں بچہ کا معدہ اتنا کمزور ہوتا ہے کہ اسے بہت ہی ہلکے قوام کا دودھ ملنا چاہئے۔ چنانچہ نہ صرف انسان بلکہ تمام حیوانات میں ماں کا دودھ بہت پتلے قوام کا ہوتا ہے لیکن جوں جوں بچے کی عمر بڑھتی جاتی ہے اور معدہ قوی ہوتا جاتا ہے دودھ کا قوام بھی بدلتا جاتا ہے۔ پہلے وہ پتلا پانی تھا۔ رفتہ رفتہ وہ گاڑھا ہوتا رہتا ہے اور اس میں روغنیات بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ شیر خوارگی اور دودھ پینے کا درجہ ختم ہوتا ہے اور اس کا معدہ عام غذاؤں کے ہضم کرنے کی صلاحیت پیدا کر لیتا ہے' جونہی اس کا وقت آتا ہے۔ ماں کا دودھ خشک ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ گویا قدرتی اشارہ ہوتا ہے کہ اب اس کے لئے دودھ کی ضرورت نہیں رہی' ہر طرح کی غذائیں استعمال کر سکتا ہے۔

یہ اس کی غذا اور خوراک کا انتظام تھا لیکن یہ قطعاً" بیکار رہتا اگر ساتھ ہی اس بچہ کی حفاظت کا انتظام نہ ہوتا۔

اب دیکھو پاسبانی اور حفاظت کا کیسا دلچسپ نظام قائم ہے۔ غور کرو کس طرح ماں کی فطرت میں بچہ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے۔ کس طرح اس جذبہ کو طبیعت بشری کے تمام جذبات میں سب سے زیادہ پر جوش اور سب سے زیادہ ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے۔ دنیا کی کون سی طاقت ہے جو اس جوش کا مقابلہ کر سکے' جسے ماں کی ماتا کہتے ہیں۔

جس بچے کی پیدائش ماں کی زندگی کے لئے سب سے بڑی مصیبت تھی۔ اسی کی محبت اس کے اندر زندگی کا سب سے بڑا جذبہ مشتعل کر دیتی ہے۔ جب تک بچہ سن بلوغ تک نہیں پہنچ جاتا وہ اپنے لئے نہیں بلکہ بچے کے لئے زندہ رہنا چاہتی ہے' زندگی کی کوئی خود فراموشی نہیں جو اس پر طاری نہ ہوتی ہو اور راحت و آسائش کی کوئی قربانی نہیں جس سے اسے گریز ہو۔

جان عزیز کی محبت جو جاندار کی فطرت کا سب سے بڑا جذبہ ہے' جس کی کارفرمائی خود اس کی اپنی حفاظت پر آمادہ کرتی ہے۔ اگر اس جذبہ کی کارفرمائی نہ ہو تو کوئی مخلوق زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ قیمتی جذبہ بھی ماتا کی وارفتگی سے مقابلہ میں مضمحل ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ بات کہ ایک ماں نے اپنے بچے کے مجنونانہ عشق میں اپنی زندگی قربان کر دی' فطرت مادری کا ایسا معمولی واقعہ ہے جو ہمیشہ پیش آتا رہتا ہے اور ہم اس میں کسی طرح کی غرابت محسوس نہیں کرتے۔

لیکن پھر دیکھو کارساز فطرت کی یہ کیسی کرشمہ سازی ہے کہ جوں جوں بچے کی عمر بڑھتی جاتی ہے' محبت مادری کا یہ شعلہ خود بخود دھیما پڑتا جاتا ہے اور پھر ایک وقت آتا ہے' جب حیوانات میں تو بالکل ہی بجھ جاتا ہے اور انسان میں بھی اس کی گرم جوشیاں باقی نہیں رہتیں۔ یہ انقلاب کیوں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ فطرت نے محبت مادری کا دامن بچے کی احتیاج پرورش سے باندھ دیا تھا۔ جب احتیاط زیادہ تھی تو محبت کی سرگرمی بھی عروج پر تھی۔ جب ضرورت کم ہو گئی تو محبت بھی تغافل برتنے لگی۔

جن حیوانات کے بچے انڈوں سے پیدا ہوتے ہیں' ان کی جسمانی ساخت اور طبیعت دودھ والے حیوانات سے مختلف

ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اول دن سے ہی معمولی غذائیں کھا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کھلانے کے لئے کوئی شفیق نگراں موجود ہو چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ بچہ انڈے سے نکلتے ہی غذا ڈھونڈنے لگتا ہے اور ماں چن چن کر اس کے سامنے ڈالتی اور منہ میں لے لے کر کھانے کی تلقین کرتی ہے' یا ایسا کرتی ہے کہ خود کھالیتی ہے مگر ہضم نہیں کرتی اپنے اندر نرم اور ہلکا بنا کر محفوظ رکھتی ہے' اور جب بچہ غذا کے لئے منہ کھولتا ہے تو اس کے اندر اتار دیتی ہے۔

●●

تحریکِ پاکستان اور قادیانی

تحریر:۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مبلغ ختم نبوت' لاہور

قادیانی تحریک پاکستان کے اساسی مخالف تھی۔ یہی وجہ ہے کہ تحریک پاکستان کے دوران ان کا کردار شرمناک حد تک گھٹیا رہا ہے چنانچہ انکوائری رپورٹ ۱۹۵۳ء کے مرتب لکھتے ہیں:

"جب تقسیم ملکی کے ذریعہ سے مسلمانوں کے لئے ایک جداگانہ وطن کے امکانات افق پر نمودار ہونے لگے تو آنے والے واقعات کا سایہ احمدیوں کو فکرمند کرنے لگا۔ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۷ء کے آغاز تک احمدیوں کی بعض تحریرات منکشف ہیں کہ وہ برطانیہ کا جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے لیکن جب پاکستان کا دھندلا سا رویا ایک آنے والی حقیقت کی شکل اختیار کرتا نظر آنے لگا تو وہ محسوس کرنے لگے کہ ان کے لئے اپنے آپ کو ایک نئی مملکت کے تصور پر راضی کرنا ذرا ٹیڑھی کھیر ہے۔ وہ ضرور اپنے آپ کو ایک مخمصے میں مبتلا محسوس کرتے ہوں گے کیونکہ وہ نہ تو ایک ہندو دینوی حکومت یعنی ہندوستان کو اپنے لئے پسند کرسکتے تھے نہ پاکستان کو منتخب کرسکتے تھے۔ جہاں ان کے امر کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ اعتزال و تفریق کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ ان کی بعض تحریرات ظاہر کرتی ہیں کہ وہ تقسیم ملکی کے خلاف تھے۔ لیکن اگر تقسیم عمل میں آجائے تو وہ دوبارہ ملک کو از سرنو متحد کرنے کے لئے کوشاں رہیں گے۔ قادیانی جماعت اساسی طور پر اکھنڈ بھارت پر یقین رکھتی ہے۔"

(ص ۱۹۶ انگریزی)

چنانچہ مرزا محمود کا وہ مشہور رویا زبان زد عام ہے جو اس نے ڈسکہ میں بیان کیا کہ ہندوستان کی تقسیم عارضی ہوگی ہم کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی اکھنڈ ہندوستان بن جائے اور ساری قومیں باہم شیروشکر ہو کر رہیں۔

(الفضل قادیان ۵ر اپریل ۱۹۴۷ء)

یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں نے آزادی ہند کے ہر اہم موڑ پر سازش اور غداری کی۔ مسجد کانپور کی شہادت' تحریک خلافت' جلیانوالہ کا خونیں حادثہ' سائمن کمیشن کی آمد ہند' گول میز کانفرنس' غرضیکہ ہر موقع پر انہوں نے شرمناک سازشیں کیں۔ سر فضل حسین ممبر وائسرائے کونسل نے آنجہانی ظفر اللہ خان کو محض اس لئے لندن بھیجا کہ وہ کانگریسی زعماء کی عدم موجودگی میں محمد علی جناح کو دوبدو جواب دے سکے۔ یوپی کے گورنر سر ولیم ہیلی کو ۱۵ر مئی ۱۹۳۰ء میں ایک خط میں سر فضل حسین نے لکھا۔

"میں نہیں چاہتا کہ کانفرنس میں صرف جناح تقریریں کرے اور اسے کوئی ٹوکنے والا نہ ہو۔ ایسا نڈر آدمی کانفرنس میں ضرور ہو جو جناح کو دوبدو جواب دے۔ اور یہ کہہ سکے کہ جناح کے خیالات ہندوستانی مسلمانوں کے خیالات نہیں...... مجھے یقین ہے شفاعت احمد اور ظفر اللہ اس فرض کی بجا آوری میں دریغ نہیں کریں گے۔"

(اقبال کے آخری دو سال ص ۲۵۹ مرتبہ ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی)

● تیسری گول میز کانفرنس کے موقع پر جب چودھری رحمت علی کے پمفلٹ "اب یا کبھی نہیں" پر بحث ہو رہی تھی تو آنجہانی ظفر اللہ خان نے لفظ پاکستان اور اس کی اسکیم کو طلباء کی اسکیم اور ایک ناقابل عمل اور باطل خیال قرار دیا۔

(قائد اعظم ص ۳۰۷ حق الانشاء)

● گول میز کانفرنسوں میں آپ کی "خدمات جلیلہ" کی بنا پر وزیر ہند سر سیموئیل ہور نے آپ کو ایک تقریب کے موقع پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یقین دلایا کہ ہندوستان میں ان کا مستقبل نہایت شاندار ہے اور امید ظاہر کی کہ آپ دولت برطانیہ کے ہمیشہ مخلص رہیں گے۔

(الفضل قادیان ۲۴ر جولائی ۱۹۴۳ء)

● قرارداد پاکستان (۱۹۴۰ء) کے بعد قادیانیوں نے تحریک آزادی کے خلاف جدوجہد تیز کردی۔ آنجہانی ظفر اللہ خان نے ۱۹۴۳ء میں ایک پمفلٹ تصنیف کیا۔ اس کا نام تھا "ہیڈ آف دی جماعت احمدیہ موومنٹ" اس میں لکھا کہ آپ اکھنڈ بھارت کے مؤید اور پاکستان جیسی علاقائی تحریک کے خلاف ہیں۔ لندن مشن نے اس پمفلٹ کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی۔

● مرزا محمود نے لیبر حکومت کو ایک میمورنڈم روانہ کیا۔ جس میں استدعا کی گئی کہ قادیان کو "رومن کیتھولک پوپ" کے شہر "ویٹیکن سٹی" کا درجہ دیا جائے اور اسے آزاد ریاست کے طور پر تسلیم کیا جائے یہ تجویز مسترد کردی گئی۔

● مرزا بشیر احمد ایم۔اے (والد ایم ایم احمد) نے سکھ لیڈر وریام سنگھ سے آزاد پنجاب کے سوال پر گفت وشنید کی اور پنجاب کو تقسیم ہونے سے بچانے اور قادیان کے تحفظ کے لئے کافی تگ ودو کی جو کامیاب نہ ہوسکی۔

(الفضل قادیان ۱۷ر جون ۱۹۵۵ء بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ص ۱۸۶)

● مرزا محمود نے مختلف برطانوی راہنماؤں اور انٹیلی جنس سے روابط بڑھائے اور تحریک پاکستان کو ناکام کرنے کی کوششیں تیز کردیں لیکن اس کی سازش اور منصوبے کے علی الرغم جب تحریک پاکستان کامیابی سے ہمکنار ہوتی نظر آئی تو مرزا محمود برقعہ اوڑھ کر قادیان سے لاہور آن پہنچا۔

باؤنڈری کمیشن

جن دنوں حد بندی کے لئے باؤنڈری کمیشن پاکستان اور بھارت سے تفصیلات طے کررہا تھا۔ کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنے اپنے موقف کو دلائل کے ساتھ پیش کررہے تھے۔ اس وقت حد بندی کے سامنے قادیانی جماعت نے اپنا ایک الگ میمورنڈم پیش کیا اور باؤنڈری کمیشن کو اپنا ایک نقشہ بھی پیش کیا۔ جس میں قادیانیوں کی آبادی کو مسلمانوں سے الگ پیش کیا گیا تھا۔ باؤنڈری کمیشن نے اس میمورنڈم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ کرکے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دیا اور بھارت کے حوالے کردیا گیا۔ یہ قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف ایک زبردست سازش تھی۔ جس کی وجہ سے گورداسپور ہی نہیں کشمیر بھی پاکستان سے کٹ گیا کیونکہ کشمیر جانے کا راستہ گورداسپور ہی سے جاتا تھا۔ نتیجہ مسئلہ کشمیر پاکستان کے لئے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ مسلم لیگ کی وکالت آنجہانی ظفر اللہ کررہا تھا اور قادیانیوں کی وکالت اس کا بھائی اسد اللہ کررہا تھا۔

● قیام پاکستان کے بعد مرزائیوں کی سیاسی سرگرمیاں ملک و ملت کو نقصان پہنچانے کے لئے روز بروز بڑھنے لگیں۔ یہاں تک کہ پاکستان پر قبضے کے پروگرام بننے لگے۔ چنانچہ مرزا محمود کا یہ بیان آج بھی الفضل کی فائل میں محفوظ ہے۔ کہتا ہے۔

"بلوچستان کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے۔ زیادہ

آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے۔ لیکن تھوڑے آدمیوں کو تو احمدی بنانا مشکل نہیں۔ پس جماعت اگر اس طرف پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلد احمدی بنایا جا سکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے۔ پس میں جماعت کو اس بات کی توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے یہ عمدہ موقع ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں۔ پس تبلیغ کے ذریعہ بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو تاکہ تاریخ میں آپ کا نام رہے۔"

(الفضل ۱۳؍ اگست ۱۹۴۸ء)

"جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً" موٹے موٹے محکموں جیسے فوج ہے' پولیس ہے' ایڈمنسٹریشن ہے' ریلوے ہے' فنانس ہے' اکاؤنٹس ہے' کسٹمز ہے' انجینئرنگ ہے۔ یہ آٹھ دس موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعہ جماعت اپنے حقوق محفوظ کرا سکتی ہے۔ بے شک آپ اپنے لڑکوں کو نوکری کروائیں لیکن وہ نوکری اس طرح کیوں نہ کرائی جائے جس سے جماعت فائدہ اٹھا سکے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے۔"

(الفضل ۱۴؍ جنوری ۱۹۵۴ء مرزا محمود)

● نیز مرزا محمود نے اپنے سالانہ جلسہ میں اعلان کیا تھا کہ ہم فتح یاب ہوں گے۔ تم مجرموں کے طور پر ہمارے سامنے پیش ہو گے۔ اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہو گا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا تھا۔

● ربوہ کے بہشتی مقبرہ (نام نہاد) میں مرزا محمود کی قبر پر یہ کتبہ آویزاں رہا ہے۔ جس پر یہ عبارت درج تھی۔ "جب حالات سازگار ہو جائیں تو میری میت کو یہاں سے نکال کر قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جائے۔" ایک محب وطن پاکستانی کے لئے وطن کی سرزمین میں تدفین بہت بڑا اعزاز ہے۔ مرزا مردود کی قبر پر آویزاں یہ کتبہ پاکستان سے غداری اور نمک حرامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

● آنجہانی ظفر اللہ خاں نے قائد اعظم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ چنانچہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ نگار جسٹس رقمطراز ہیں۔

یہ امر بہت معروف ہے کہ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔ اخبار زمیندار مورخہ ۸؍ فروری ۱۹۵۰ء کے مطابق جامع مسجد ایبٹ آباد کے خطیب مولانا محمد اسحاق نے ظفر اللہ خاں سے نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ قائد اعظم کو صرف ایک سیاسی لیڈر سمجھتے ہیں۔ ان سے استفسار کیا گیا کہ کیا وہ بھی مرزا صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ حکومت کے وزیر ہوتے ہوئے بھی ظفر اللہ خاں نے جواب دیا۔ "آپ مجھے ایک کافر حکومت کا مسلمان ملازم یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم سمجھ لیں۔"

(فیصلہ وفاقی شرعی عدالت اردو ص ۱۵۷)

لیاقت علی خان کا قتل

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے قائد ملت نوابزادہ لیاقت علی خاں وزیر اعظم پاکستان سے یکے بعد دیگرے کئی ملاقاتیں کیں اور انہیں قادیانی مسئلے کی اہمیت کا احساس دلایا اور بتلایا کہ ظفر اللہ خاں ملازم گورنمنٹ پاکستان کا ہے لیکن وفادار ربوہ سرکار کا اور اسے باحوالہ دلائل دیئے تو انہوں نے حضرت قاضی صاحب کو یقین دلایا کہ:

"آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا' اللہ تعالیٰ مجھے بھی اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق دے۔"

چنانچہ شہید ملت راولپنڈی کے جلسہ عام میں اہم اعلان کرنے والے تھے کہ ایک قادیانی جو ظفر اللہ خاں کا "لے پالک" تھا اور جرمن کا رہنے والا تھا' اس نے قائد ملت کو شہید کر دیا۔ چنانچہ پاکستان کے سراغ رساں "جیمز سالومن ونسنٹ" نے انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نواب لیاقت علی خاں کو سید اکبر نے نہیں بلکہ ایک جرمن باشندے قادیانی کنزے نے قتل کیا تھا۔ اس قادیانی کی پرورش آنجہانی ظفر اللہ خاں نے کی تھی۔ لیاقت علی خاں کے قتل کے متعلق یہ رپورٹ سینٹرل انٹیلی جنس کراچی کے دفتر میں موجود ہے۔"

(جنگ ۹؍ مارچ ۱۹۸۶ء)

۱۹۶۵ء میں قادیانی بھیانک کردار

آغا شورش کاشمیریؒ لکھتے ہیں کہ نواب آف کالا باغ نے ۱۹۶۵ء کی جنگ پر راقم سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری محافظت کی۔ ورنہ صورتحال کے پامال ہونے کا خطرہ تھا۔ نواب صاحب نے فرمایا:

"مرزائی پاکستان میں حصول اقتدار سے مایوس ہو کر قادیان پہنچنے کے لئے مضطرب ہیں۔ وہ بھارت سے مل گیا ہو کر ہر صورت میں قادیان چاہتے ہیں اور اس غرض سے پاکستان داؤ پر لگانے سے نہیں چوکتے۔"

ایک مرتبہ جنرل اختر حسین ملک مجھے ملے اور کہنے لگے:

"میں صدر ایوب کو آمادہ کروں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کرنے کا بہترین ہے۔ یقین ہے کہ ہم کشمیر حاصل کر لیں گے..... میں نے کہا کہ آپ صدر سے خود تذکرہ کریں۔ وہ کہنے لگے کہ صدر نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے کہ اس لڑائی کے جلد بعد بھارت براہ راست پاکستان کی بین الاقوامی سرحدوں پر حملہ کر دے گا۔ میں نے انکار کر دیا تو وہ چلا گیا۔ بہرحال اس استعماری منصوبے میں جنرل اختر ملک پیش پیش تھا۔ اس کا مقصد پنجاب کی بالواسطہ یا بلاواسطہ شکست اور باقی مغربی پاکستان کی شکست و ریخت کے ساتھ ساتھ مشرقی پاکستان کو الگ کرنا تھا۔

● ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ سے ایک ماہ قبل ظفر اللہ کی صدارت میں لندن میں ایک کنونشن منعقد ہوا۔ اس کی قراردادوں میں سے ایک تشویشناک قرارداد حسب ذیل ہے جو مرزائیوں کی سیاسی سرگرمیوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

"کنونشن میں شریک مندوبین نے اس بات پر زور دیا کہ احمدی جماعت بر سر اقتدار آجائے تو امیروں پر ٹیکس لگائے جائیں گے اور دولت کو از سر نو تقسیم کیا جائے اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے گی۔"

(جنگ پنڈی ۱۳؍ اگست ۱۹۶۵ء)

● ۱۹۶۵ء کی جنگ میں پورے ملک میں بلیک آؤٹ تھا لیکن پاکستان میں ربوہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں بلیک آؤٹ کی صریحاً" خلاف ورزی کی جاتی رہی تاکہ یہ روشنی بھارتی طیاروں کو سرگودھا کے ہوائی اڈے کا محل وقوع بتانے میں مددگار ثابت ہوں۔ بالآخر ایئر فورس کی شکایت اور گورنر امیر محمد خاں کے حکم پر ربوہ کا کنکشن کاٹ دیا گیا۔ کنکشن کاٹنے کی چٹھی کا نمبر ۳۳۵ اور تاریخ اجراء ۱۳؍ ستمبر ۱۹۶۵ء تھی۔ لیکن قادیانیوں نے عملہ کی ملی بھگت سے ریکارڈ اس چٹھی کو خورد برد کر دیا۔

(تلخیص قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ص ۳۳)

مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں قادیانیوں کا کردار

مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں جہاں اور عوامل ہیں' وہاں قادیانی ریشہ دوانیاں سرفہرست ہیں۔ بھارتی قادیانیوں نے نام نہاد بنگلہ دیش کے لئے بھارت کی تمام پالیسیوں کی مکمل حمایت کا اعلان کر دیا۔ نیز مالی امداد دینے کا بھی اعلان کیا گیا اور بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بنگلہ دیش کو تسلیم کرلے۔ اجلاس قادیان میں منعقد ہوا۔ جس میں تمام قادیانیوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ بنگلہ دیش کی تحریک میں بھرپور حصہ لیں۔ آنجہانی ظفر اللہ خاں نے اپنے ایک دوست کے نام جو پاکستان کی ایک سیاسی شخصیت کے قریب تھا خط لکھا جس میں کہا کہ اب مشرقی و مغربی پاکستان کے ایک ساتھ رہنے کا کوئی امکان نہیں۔

(قادیان سے اسرائیل تک ص ۲۱۷ تلخیص)

ایسٹرن کمانڈر جناب باقر صدیقی نے انکشاف کیا ہے کہ مشرقی پاکستان کو جدا کرنے میں قادیانی ایم ایم احمد کا ہاتھ ہے (جو اس وقت منصوبہ بندی کا چیئرمین اور یحییٰ خان کا مقرب تھا)۔ ایم ایم احمد بڑی سرکار کے اشاروں پر جو کچھ کرتا رہا وہ شیخ مجیب الرحمٰن کے بھی علم میں تھا۔ چنانچہ شیخ مجیب الرحمٰن نے اس کی اس اہم ذمہ داری سے علیحدگی کا مطالبہ کیا۔

راؤ فرمان علی جو مشرقی پاکستان میں گورنر کے مشیر تھے

نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی ایک بڑی وجہ عظیم قادیانی ریاست کے قیام کا نظریہ تھا۔ مولوی فرید احمد کے صاحبزادے نے بھی انکشاف کیا کہ مرزائی بھارت کے ایجنٹ اور آلہ کار ہیں اور انہی کی سازشوں سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی معرض وجود میں آئی۔

(قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ص ۳۸)

● قادیانی بیک وقت تمام استعماری طاقتوں کے ایجنٹ اور نمک خوار ہیں اور ان کا منصوبہ سکھ احمدی ریاست کا قیام ہے جس کے لئے وہ ایک عرصہ سے کام کر رہے ہیں۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی حکمت یہ تھی کہ مشرقی پاکستان اکثریتی علاقہ ہونے کی وجہ سے پاکستان پر ان کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا تھا اس لئے ایک بازو الگ کردیا۔

● ۱۹۷۰ء کے انتخابات جو اسلام اور سوشلزم کی بنیاد پر لڑے گئے قادیانیوں نے نصرت جہاں فنڈ قائم کرکے ۳۷ لاکھ روپے پیپلزپارٹی کے لئے خرچ کئے اور قادیانی جماعت کی مختلف تنظیموں خدام الاحمدیہ' عورتوں کی تنظیم اور دیگر تنظیموں نے پولنگ اسٹیشنوں پر رضاکارانہ خدمات سرانجام دیں۔

● ۱۹۷۴ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے کچھ طالب علم پشاور کے ٹور پر جب ربوہ سے گزرے تو انہوں نے ختم نبوت زندہ باد قادیانیت مردہ باد کے نعرے لگائے۔ اس نعرے بازی سے زچ ہو کر قادیانیوں نے ان کی واپسی کا پروگرام معلوم کرکے ایک زبردست پروگرام ترتیب دیا چنانچہ یہ طالب علم ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو جب چناب ایکسپریس سے واپس آ رہے تھے تو خدام الاحمدیہ کے تربیت یافتہ نوجوان سرگودھا' شاہین آباد سے مسلح سوار ہوئے جب گاڑی ربوہ سٹیشن پر آئی تو قادیانی غنڈے ان پر ٹوٹ پڑے جس سے تقریباً" تمام طالب علم زخمی ہوئے۔ اس واقعہ پر پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ تحریک شروع ہوئی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ تحریک روز بروز بڑھتی چلی گئی تاآنکہ حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہونا پڑا اور سوا تین ماہ کی تحریک ختم نبوت کے بعد ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

● ملک و ملت کے خلاف جتنی سازشیں ہوئیں ان میں قادیانی پیش پیش۔

● اسلام آباد میں ہیروئن اسلحہ کیس میں پکڑا گیا وہ قادیانی تھا۔

● اٹک ایئرفورس کے مقدمہ میں خوشنود وغیرہ پائلٹ قادیانی تھے۔

● نار سینما راولپنڈی سے پکڑی جانے والی سازش میں ایئرمارشل اصغر خاں کے چھوٹے بھائی کے دو سالے میجر فاروق اور میجر افتخار میجر جنرل آدم خاں مرزائی کے لڑکے تھے صدقہ قادیانی تھے سزا پاگئے۔

● سب سے پہلی پاکستان کے خلاف سازش فیض احمد فیض' میجر کمیونسٹوں والی پنڈی سازش کیس میں میجر جنرل چودھری نذیر احمد قادیانی تھا۔

(ایڈیٹر لولاک مولانا تاج محمودؒ کا جنرل عارف کے نام خط ص ۲۹ ضمیمہ خطاب صدارت چنیوٹ کانفرنس ۱۹۸۸ء)

● مارشل لاء ضیاء الحق کے ابتدائی سالوں میں پروفیسر جمیل روسی لٹریچر تقسیم کرتے ہوئے پکڑا گیا۔ پروفیسر مذکور نورالدین بھیروی خلیفہ قادیان کا نواسہ تھا۔

(قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ص ۴۲)

● کراچی میں گزشتہ سال سے جو فسادات ہو رہے ہیں قومی پریس کے مطابق اس میں بھی قادیانی گروہ شامل ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قادیانی اسلام کے بنیادی عقائد سے انحراف اور پاکستان کی سالمیت و استحکام کے خلاف سازشوں میں مصروف رہ کر ملک و ملت سے غداری کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس ملک و ملت کو ان کے شرور و فتن سے محفوظ و مصئون فرمائے۔

تحریر:۔ مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

مسئلہ نزول ایلیا اور بائبل

جناب مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"سو واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود (وہ مسیح جس کے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے) کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریبا تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے' جس کا نام عیسیٰ بن مریمؑ ہوگا اور یہ پیشگوئی بخاری' مسلم اور ترمذی وغیرہ کی حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہیں جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہے اور بالضرورت اس قدر مشترک پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ ایک مسیح موعود آنے والا ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اکثر ہر ایک حدیث اپنی ذات میں مرتبہ احاد سے زیادہ نہیں مگر اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ جس قدر طرق متفرقہ کی رو سے احادیث نبویہ اس بارے میں مدون ہو چکی ہیں ان سب کو یکجائی نظر کے ساتھ دیکھنے سے بلاشبہ اس قدر قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ضرور آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود کے آنے کی خبر دی ہے اور پھر جب ہم ان احادیث کے ساتھ جو اہلسنت و جماعت کے ہاتھ میں ہیں' ان احادیث کو بھی ملاتے ہیں جو دوسرے فرقے اسلام کے مثلاً شیعہ وغیرہ ان پر بھروسہ رکھتے ہیں تو اور بھی اس تواتر کی قوت اور طاقت ثابت ہوتی ہے اور پھر اس کے ساتھ صدہا کتابیں متصوفین کی دیکھی جاتی ہیں تو وہ بھی اسی کی شہادت دے رہی ہیں۔ پھر بعد اس کے جب ہم بیرونی طور پر اہل کتاب یعنی نصاریٰ کی کتابیں دیکھتے ہیں تو یہ خبر ان سے بھی ملتی ہے اور ساتھ ہی حضرت مسیح کے اس فیصلے سے جو ایلیا کے آسمان سے نازل ہونے کے بارے میں ہے یہ بھی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی خبریں کبھی حقیقت پر محمول نہیں ہوتیں۔ لیکن یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جاوے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے صدی وار مرتب کرکے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزارہا سے کچھ کم نہیں ہوں گی۔ ہاں یہ بات اس شخص کو سمجھانا مشکل ہے کہ جو اسلامی کتابوں سے بالکل بے خبر ہے۔ درحقیقت ایسے اعتراض کرنے والے اپنی بدقسمتی سے کچھ ایسے بے خبر ہوتے ہیں کہ انہیں یہ بصیرت حاصل ہی نہیں ہوتی کہ فلاں واقعہ کس قدر قوت اور مضبوطی کے ساتھ اپنا ثبوت رکھتا ہے۔"

(شہادۃ القرآن ص ۲ طبع لاہور)

حاصل مطالعہ قارئین کرام! مندرجہ بالا طویل اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج معلوم ہو رہے ہیں کہ۔

۱۔ یہ بات بالکل واضح طور پر قابل تسلیم ہے کہ دنیا میں از روئے حدیث رسول ﷺ کوئی فرد بھی مسیح ابن مریمؑ کی آمد کا منکر نہیں۔

۲۔ احادیث میں یہ پیشگوئی بالکل واضح ہے۔

۳۔ بلکہ تمام مسلمانوں کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ از روئے احادیث عیسیٰ بن مریمؑ تشریف لائیں گے۔

۴۔ یہ پیشگوئی (آمد مسیحؑ) صحاح ستہ کی مستند کتب میں بکثرت پائی جاتی ہے حتیٰ کہ تواتر تک پہنچ جاتی ہے۔

۵۔ یہ احادیث فی حد ذاتہ اگرچہ درجہ احاد میں ہیں مگر بواسطہ طرق متفرقہ ان کے قدر مشترک پر ایمان لانا ضروری ہوجاتا ہے (کیونکہ یہ درجہ یقین اور قطعیت تک پہنچ جاتی ہیں)۔

۶۔ ان مختلف احادیث کو یکجائی اور مجموعی نظر دیکھنے سے ان نظریے پر ایمان لانا ضروری ہوجاتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے لازماً اور یقیناً عیسیٰ بن مریمؑ کے

آنے کی خبر ارشاد فرمائی ہے لہٰذا وہ واجب التسلیم ہے۔

۷۔ ان روایات اہل السنہ کے علاوہ اس مسئلہ کی تائید میں شیعہ کی قابل اعتماد احادیث بھی موجود ہیں۔ جن کے اہل السنہ کی احادیث سے لانے سے اس مسئلہ کے تواتر کو مزید تقویت ہو جاتی ہے۔

۸۔ علاوہ ازیں اہل تصوف کی سیکڑوں کتابیں بھی اس مسئلہ کی تائید میں موجود ہیں۔

۹۔ نیز دائرہ اسلام کے باہر اہل انجیل کا ثابت شدہ عقیدہ اور نظریہ بھی اس کی تائید کر رہا ہے۔

۱۰۔ مگر از روئے انجیل اس مسئلہ اور متواتر نظریہ کے بارے میں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ایسی پیشگوئی اپنے ظاہر معنی اور حقیقت ظاہرہ پر محمول نہیں ہوتی بلکہ بقول مسیح اس کا مفہوم مجازی اور استعاری ہوتا ہے۔

۱۱۔ لیکن عیسیٰ بن مریمؑ کی یہ خبر اور پیشگوئی اس قدر دلائل قاہرہ سے مدلل اور ثابت ہے کہ اس کے تواتر کا انکار بالکل جہالت ہے اور پھر یہ ان غیر ظاہری پیشگوئیوں کی فہرست میں نہیں آتی۔

۱۲۔ یہ ایک ایسی مفصل پیشگوئی ہے کہ جس کی تفصیلات قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں اس کثرت سے ہیں کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اہل السنت اور شیعہ کی روایات اس کی موید ہیں۔ متصوفین کی سیکڑوں کتب اس کی پشت پر ہیں لہٰذا اس سے انکار سراسر جہالت اور ایمان کے منافی ہوگا۔ گویا مرزا قادیانی نے حرف استدراک سے اس پیشگوئی کو غیر ظاہر المفہوم پیشگوئیوں (جیسے ایلیا کی پیشگوئی) سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے اور یہی حق ہے کیونکہ اسے آج تک کسی نے بھی مجازی معنی میں نہیں لیا۔ نیز اگر قادیانیوں کی طرح ہر بات کی تمثیل و تاویل ہی شروع کر دی جائے تو پھر تو ہر ایک ملحد "منافق" بدعتی اپنی آرائے ناقصہ اور خیالات باطلہ کے مطابق الٰہی کلمات طیبات کو لا سکتا ہے۔ دیکھئے حکیم نور دین کی تحریر ملحق بہ ازالہ اوہام ص ۲۔

حاصل مطالعہ قارئین کرام! مندرجہ بالا تفصیل سے آپ بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ مندرجہ بالا اقتباس میں مرزا قادیانی نے نہایت صفائی اور فراخ دلی سے عقیدہ جسمانی حیات و نزول مسیح مدلل اور مبرھن طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ نیز آمد ایلیا کی نظیر پیش کر کے بھی اس کے اور اسلامی عقیدہ کے مابین نہایت جلی طور پر خط امتیاز کھینچ دیا ہے۔ کیونکہ۔

۱۔ آمد ایلیا بائبل کی روشنی میں اتنی مدلل نہیں جتنی کہ آمد مسیح ہے۔

۲۔ ایلیا کی آمد کے بارے میں صرف یہ ایک عبارت ملتی ہے کہ۔

"دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا اور وہ باپ کا دل بیٹے کی طرف اور بیٹے کا باپ کی طرف مائل کرے گا۔ مبادا میں آؤں اور زمین کو ملعون کروں۔"

(ملاکی نبی کی کتاب ۴: ۵۔۶)

بائبل میں صرف ایک یہی پیشگوئی ہے جبکہ عیسیٰ بن مریم کی آمد کے متعلق دلائل و براہین کا انبار موجود ہے۔ جس کی اجمالی تفصیل آپ اوپر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ متعدد آیات قرآنیہ اور بیسیوں احادیث اس مسئلہ میں موجود ہیں۔

یوحنا کی ذاتی شہادت یہ ہے۔

"انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔"

(انجیل چہارم یوحنا ۱:۲۱)

ملاحظہ فرمائیں کہ یوحنا اپنے ایلیا ہونے سے صاف انکار کر رہے ہیں۔

"ہاں مسیح نے ایک موقعہ پر یہودی علماء کے جواب میں کہا کہ یوحنا ہی ایلیا ہے۔ مانو چاہے نہ مانو۔"

(متی ۱۱:۱۴، ۱۷:۱۲ وغیرہ)

ظاہر ہے کہ دوسرے کی گواہی کے مقابلہ میں ذاتی گواہی کو لازماً ترجیح ہوتی ہے۔

۲۔ از روئے انجیل مسیح کی اور بھی پیشگوئیاں ہیں جو پوری نہیں ہوتیں جیسے آمد ثانی کے متعلق۔ چنانچہ مرزا قادیانی جب بھی کئی مقامات پر ان کی پیشگوئیوں کے تخلف کا اظہار و اعلان کرتے ہیں۔ کیونکہ اناجیل مروجہ قابل اعتماد اور مستند نہیں ہیں۔

۳۔ ایلیا کی پیشگوئی اور عیسیٰؑ کی پیشگوئی میں ایک نمایاں فرق یہ ہے کہ حدیث بخاری شریف وغیرہ میں یہ پیشگوئی موکد بقسم مذکور ہوئی ہے۔ یعنی آنحضورﷺ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل منکم ابن مریم الخ۔

یعنی۔ "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔"

(بخاری شریف ص ۴۹۶ و ص ۳۳۶ و ص ۴۹۰ ج ۱ عربی طبع کراچی)

اس طرز کلام کے بارے میں مرزا صاحب ایک مقام پر تصریح کرتے ہیں کہ۔

"جس کلام کو قسم سے شروع کیا جاوے اس میں کوئی تاویل یا استثناء نہیں ہوتا بلکہ وہ بالکل ظاہر اور حقیقت پر محمول ہوتی ہے ورنہ ذکر قسم کا کیا فائدہ؟"

(حمامۃ البشریٰ ص ۱۴)

لہٰذا مرزا قادیانی نے گویا دو ٹوک فیصلہ کر دیا کہ اور کوئی پیشگوئی غیر ظاہری اور مجازی معنی پر محمول ہو تو ہو مگر عیسیٰ بن مریمؑ والی پیشگوئی بالکل حقیقت اور ظاہری معنی تسلیم کی جائے گی کیونکہ اس کو آنحضورﷺ نے صیغہ قسم سے شروع فرمایا ہے جو کہ تاکید کا آخری درجہ ہے۔

۴۔ ایلیا کی پیشگوئی اگر مجازی رنگ میں پوری ہو سکتی ہے کیونکہ اس پر ایک نبی برحق کی گواہی ثبت ہے مگر عیسیٰ بن مریمؑ کی آمد پر نہ کسی نبی نے مجازی طور پر پوری ہونے کی گواہی دی اور نہ کسی مجدد و ملہم امت نے بلکہ سب کے سب علیٰ وجہ الحقیقۃ اور ظاہری طور پر ہی پورا ہونے کی گواہیاں دے رہے ہیں اور بقول مرزا غلام قادیانی۔

"مجددین و ملہمین کی بات کو نہ ماننا فسق و کفر کا درجہ رکھتا ہے۔"

(شہادت القرآن ص ۴۱)

فیصلہ

مندرجہ بالا تفاصیل اور دلائل کے بعد مرزا قادیانی یا مرزائیوں کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ محض مرزا قادیانی کی مسیحیت کے اثبات و بقا کے لئے ایلیا کی مثال پیش کرتے رہیں کہ جیسے وہ مجازی اور تمثیلی رنگ میں پوری ہوئی ایسے ہی مسیح کی پیشگوئی بھی مجازی اور تمثیلی رنگ میں پوری ہو گئی ہے یعنی مرزا قادیانی ہی مسیح موعود ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عناد، ضد اور ہٹ دھرمی سے محفوظ فرما کر حق و صواب کو تسلیم کرنے کی توفیق عنایت فرماوے (آمین ثم آمین)۔

بائبل میں ایلیا کے حالات

ایلیاہ (الیاس) (عبرانی۔ یہوواہ خدا ہے)

اسرائیل کا ایک عظیم نبی (۱۔سلاطین ۱:۱۷)

معجزات۔ ایک بیوہ کے لڑکے کو زندہ کیا ۱۷:۱۷ تا ۲۴

قحط کی پیشگوئی اور بعل کے پجاریوں سے مقابلہ۔

۱۔ سلاطین ۱۸

اخی اب بادشاہ کے ڈر سے کوہ حواب کو بھاگ گیا۔

۱۔ سلاطین ۱۹

اسے خدا کا حکم ہوا کہ حزائیل کو آرام کا۔ یاہو کو اسرائیل کا بادشاہ اور الیشع کو نبی ہونے کے لئے مسح کر ۱۹:۱۹

اس نے الیشع کو نبی ہونے کے لئے بلایا ۱۹:۱۹ تا ۲۱

اخی اب اور ایزبل پر لعنت کی ۲۱:۱۷ تا ۲۴ اور اخزیاہ کو اس کی موت۔ کی خبر دی سلاطین ۱:۲ تا ۱۷۔

وہ بگولے میں آسمان پر اٹھایا گیا ۲۔ سلاطین ۲:۱۱ اس کے بعد اس کی چادر سے بدست الیشع کے کئی معجزے ظاہر ہوئے۔

جدید۔ یوحنا نے ایلیا ہونے سے انکار کیا یوحنا ۱:۲۱

یوحنا کو ایلیاہ کہا گیا متی ۱۱:۱۴ تا ۱۷:۱۳ لوقا ۱:۱۷

جب پہاڑ پر مسیح کی صورت بدلی تو وہاں موسیٰ کے ساتھ ایلیاہ بھی ظاہر ہوا متی ۱۷:۳، ۴۔ مرقس ۹:۴، ۵ لوقا ۹:۳۰۔۳۳

ایلیاہ کے نزول ثانی کی خبر ملاکی آخری آیات۔

●●

دوسری قسط

حجیت حدیث کتاب و سُنّت کی روشنی میں

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت اور فتنۂ انکار حدیث کی مدلل تردید

از: امام اہلسنت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاریؒ

حجت ہونے میں قرآن اور حدیث میں کوئی فرق نہیں

حقیقت یہ ہے کہ حضرات صحابہؓ نے امور شریعت میں خدا تعالیٰ اور رسول خدا کے درمیان کبھی تفریق نہیں کی۔ وہ جس طرح حکم قرآنی کو حجت تسلیم کرتے تھے' اسی طرح ارشاد رسولؐ کو بھی حجت تسلیم کرتے تھے۔ کسی مسئلہ کی صداقت کے لئے وہ صرف یہ دیکھ لیا کرتے تھے کہ وہ کتاب اللہ یا ارشاد رسولؐ سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے مسئلہ ربوٰ کی تحقیق کرتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ سے سوال کیا **سمعت من النبی صلی اللہ علیہ وسلم او وجدت فی کتاب اللہ تعالیٰ** آپ نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا کتاب اللہ میں دیکھا!

حضرات صحابہؓ نے ایک ایک حدیث کیلئے سینکڑوں میل سفر کیا

اصحاب رسولؐ کے دل میں حدیث رسولؐ کی قدر و منزلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان پروانگان شمع رسالت نے ایک ایک حدیث رسولؐ کے لئے سینکڑوں میل کی مسافت بعیدہ طے کی۔ اور اس وقت! جبکہ سفر عموماً پیدل کیا جاتا تھا۔ یا اونٹ گھوڑے پر! موجودہ وسائل سفر مفقود تھے۔

۱۔ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ صرف ایک حدیث کے لئے پورے مہینے کا طویل سفر کرکے حضرت عبد اللہ بن انیس کے پاس پہنچے ..... **رحل جابر بن عبد اللہ مسیرۃ شهر الی عبد اللہ بن انیس فی حدیث واحد**

۲۔ میزبان رسولؐ حضرت ابو ایوبؓ انصاری حضرت عقبہؓ بن عامر سے صرف ایک حدیث کے حصول کے لئے عالم پیری میں مدینہ طیبہ سے مصر پہنچے۔ ان سے حدیث دریافت کی اور فرمایا کہ اس وقت آپ کے سوا اس حدیث کا جاننے والا کوئی نہیں' حدیث سنی اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ واپس ہوئے۔

۳۔ ایک صاحب حضرت ابو درداؓ کی خدمت میں دمشق کی مسجد کے اندر حاضر ہوئے اور کہا..... **یا ابا الدرداء انی جئتک من مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لحدیث بلغنی انک تحدثه عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما جئت لحاجۃ**

حضرت ابو درداؓ! میں مدینۃ الرسولؐ سے آپ کے پاس ایک حدیث کے لئے آیا ہوں مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اس کے سوا میری حاضری کی اور کوئی غرض نہیں۔

غور فرمایئے! ایک حدیث رسولؐ کے لئے مدینہ طیبہ سے شام تک کا سفر!

۴۔ حضرات صحابہؓ کے بعد اجلہ تابعین نے حدیث حاصل کرنے کے لئے دور دراز کے سفر کئے۔ سید التابعین حضرت سعید بن المسیبؒ خود فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حدیث کے لئے کئی کئی دنوں اور کئی کئی راتوں کا سفر کیا۔ **کنت لاسیر اللیالی والایام فی طلب الحدیث الواحد**

لمحہ فکریہ

سوال یہ کہ جب حدیث رسولؐ کا تشریع اسلامی میں کوئی مقام ہی نہیں۔ اور ارشاد رسولؐ دین میں حجت نہیں' تو ایک ایک حدیث کے لئے پورے مہینے کی مسافت بعیدہ طے کرنے کی آخر ضرورت کیا تھی؟ کیا اس زمانہ کا سفر آج کا سفر تھا۔ ہوائی جہازوں اور کاروں کا سفر تھا؟ سیر و سیاحت اور تفریح۔

حدیث کا احترام!
حضرات تابعین بلا وضو حدیث روایت نہیں کرتے

حضرات تابعین قرآن کی طرح حدیث کا احترام کرتے تھے اور تلاوت قرآن کی طرح روایت حدیث کے لئے عموماً وضو کا التزام کرتے تھے۔

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ..... ابو عمر نے اس پر مستقل ایک فصل قائم کی ہے کہ بعض تابعین بے وضو یا لیٹ کر حدیث سنانا مکروہ سمجھتے تھے۔

ضرار بن مرہ فرماتے ہیں..... ہمارے زمانہ میں دستور یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وضو کے بغیر بیان کرنا مکروہ سمجھا جاتا تھا۔ اعمشؒ کا طریقہ یہ تھا اگر انہیں بے وضو حدیث بیان کرنے کی نوبت آتی تو تیمم کر لیتے۔ شعبہ فرماتے ہیں کہ ..... قتادہ وضو کے بغیر حدیث کی روایت نہ کرتے تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ ..... جعفر بن محمد جب حدیث کی روایت کرتے تو باوضو کرتے۔ ابو مصعب فرماتے ہیں کہ ..... خود امام مالکؒ کا طریقہ بھی یہی تھا۔ ایک دن سعید بن المسیب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ اس وقت بیمار تھے اور لیٹے ہوئے تھے۔ فرمایا مجھے بٹھاؤ۔ لیٹے لیٹے حدیث بیان کرنا مجھے بہت مکروہ معلوم ہوتا ہے۔

ارشاد و بیان اور نقل و روایت کے لحاظ سے بھی قرآن و حدیث میں کوئی فرق نہیں

جس طرح تنزیل و حجت اور تحصیل و تکریم احترام و تعظیم کے اعتبار سے قرآن و حدیث میں کوئی فرق نہیں اسی طرح ارشاد و بیان اور نقل و روایت کے لحاظ سے بھی ان میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں کا مصدر و سرچشمہ نطق نبوت اور لسان رسالت ہے۔ دونوں کے مخاطب سامع اور راوی و ناقل ایک ہیں۔ صحابہ کرامؓ اور پھر تابعین عظامؒ پھر قرآن کو تو مان لینا اور حدیث کا انکار کرنا کم از کم ہمارے فہم فکر سے بالا تر ہے۔

قرآن و حدیث میں فرق و امتیاز فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے! یہ تو حضورؐ کی صداقت کی دلیل اور نبوت کا ثبوت ہے۔ کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں یہ قرآن ہے اور یہ حدیث ورنہ دنیا نے تو دونوں چیزیں حضورؐ ہی سے سنیں' سننے والوں نے حدیث سنی تو نطق نبوت سے! اور قرآن سنا تو زبان رسالت سے۔

حدیث ہی نے بتلایا یہ قرآن ہے

نہ ہم سے خدا نے فرمایا' نہ جبرئیل امینؑ نے کہا "یہ قرآن ہے"۔

کس قدر احسان ناشناس اور محسن کش ہے دنیا! جو آج قرآن کی آڑ لے کر اس حدیث کے کفر و انکار پر تل گئی ہے جس حدیث نے اسے قرآن سے روشناس کیا۔

حدیث نہیں تو قرآن کہاں

میں پوچھتا ہوں اگر حدیث سے انکار ہے تو قرآن کا

ثبوت؟ اگر حدیث کا انکار رہے تو قرآن کا کیا اعتبار؟ (معاذ اللہ) حدیث ہی نے تو ہم کو بتلایا کہ یہ قرآن ہے۔ منکرین حدیث کس منہ سے قرآن کو کتاب اللہ کہتے ہیں۔

قرآن تو صرف انہی کے لئے کتاب اللہ ہے جن کا حدیث رسولؐ پر ایمان ہے اور جن کے لئے حدیث حجت ہے۔

منکرین حدیث منکرین قرآن ہیں

مختصر یہ کہ حدیث نہ صرف خود قابل حجت لائق اعتبار ہے بلکہ قرآن کا اعتبار بھی حدیث ہی سے ہے۔ جو لوگ حدیث کو ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں وہ اگر فریب خوردہ ہیں تو نادانی سے غیر شعوری طور پر قرآن کو درجہ اعتماد سے ساقط کر رہے ہیں اور اگر وہ فریب کار ہیں تو دانستہ طور پر "قرآن قرآن" کی دہائی دے کر قرآن کا انکار کر رہے ہیں اور انتہائی عیاری و پرکاری سے غیر محسوس طور پر رائے عامہ کو قرآن کے خلاف آمادہ و منظم کر رہے ہیں تو درحقیقت یہ منکرین حدیث منکرین قرآن ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے "جلد ایسے لوگوں کو دیکھو گے جو تمہیں کتاب اللہ کی طرف بلائیں گے مگر خود کتاب اللہ کو چھوڑ بیٹھے ہوں گے"۔

۲۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو لسان منافق کہہ کران کی خبر دی ہے فرمایا....

"اپنی امت کے حق میں مجھے جس چیز کا سب سے زیادہ اندیشہ ہے وہ لسان منافق ہے۔ جو قرآن کو لے کر جدل کرے۔

قرآن تو انسانیت کو حضورؐ کے قدموں میں لاتا ہے

ویسے بھی یہ لوگ کس منہ سے قرآن پر ایمان کا ادعا کرتے ہیں جبکہ یہ "قرآن قرآن" کہہ کر حدیث رسولؐ سے دنیا کو بدظن، دور و نفور کرتے ہیں، اور قرآن انسانیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لاتا ہے۔

۱۔ قرآن کہتا ہے تم اگر اللہ کے محب ہو اور محبوب بننا چاہتے ہو تو نبی کریمؐ کی اتباع کرو۔ **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم** (پارہ ۳۔ سورہ آل عمران رکوع ۴)

اس آیت میں رب العزت نے اپنی محبت اور مغفرت کو رسول کریمؐ کی پیروی پر موقوف و منحصر ٹھہرایا ہے۔

۲۔ ارشاد فرمایا.... **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر** ○

اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ایک عمدہ نمونہ ہے۔ تو اتباع اور پیروی کے لئے حضورؐ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔ اور پیروی اقوال و افعال دونوں کی ہوتی ہے۔ اور حضور کے اقوال و افعال دونوں کے مجموعہ ہی کا نام حدیث ہے۔

۳۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں فرمایا گیا ہے.... **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** (پارہ ۵۔ سورہ نساء رکوع ۱۱)

یعنی جس شخص نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی۔

اطاعت کہتے ہیں حکم کی تعمیل کو فرمان پر عمل کرنے کو تو رسولؐ کا حکم اور فرمان ہوگا۔ تو اس کی اطاعت اور تعمیل ہوگی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور فرمان ہی کو حدیث کہتے ہیں۔

تو اللہ رب العزت تو حدیث کی تعمیل و اطاعت کو قرآن کریم میں اپنی اطاعت قرار دیتے ہیں۔ اور یہ شرفاء ہیں کہ "قرآن قرآن" کی دہائی دے کر رسولؐ کی حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ **ان ھذا الا شئی عجاب**..... تو معلوم ہوتا ہے یہ لوگ پورے جاہل ہیں۔ حدیث کی عظمت سے بے خبر ہی نہیں۔ بلکہ قرآن کے علم سے بھی کورے ہیں۔ اگر انہیں قرآن سے آگہی ہوتی تو حدیث سے بغاوت نہ کرتے

حضرت میمون بن مہران نے آیت **ان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والی الرسول** کی تفسیر میں کہا.... خدا کی طرف رجوع کرنا کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔

تو قرآن میں بیسیوں مقامات پر اطاعت خدا کے ساتھ اطاعت رسولؐ کا حکم ہے اور حضورؐ کی وفات کے بعد حضورؐ کی اطاعت ہو ہی نہیں سکتی۔ جب تک حضورؐ کی سیرت پاک اور حدیث شریف کی اتباع و اطاعت نہ کی جائے۔

تدوین وجمعیت کے اعتبار سے بھی قرآن وحدیث میں کوئی فرق نہیں

تدوین و کتابت کے اعتبار سے بھی قرآن وحدیث میں تشابہ و توافق ہے، اور حدیث کی مکمل تدوین و تسوید عہد نبوی کے بعد عمل میں آئی تو قرآن بھی تو زمانہ رسالت میں یکجا تحریر اور **مجتمعا** مکتوب نہیں تھا۔ کتابی صورت میں قرآن کی جمعیت و کتابت بھی تو خلافت راشدہ کا شاہکار ہے۔ اگر متفرقاً اور جزاً "جزاً" قرآن کی کتابت عہد نبوت میں ہوئی تھی۔ تو زمانہ رسالت میں احادیث کی کتابت بھی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت انس وغیرہ رضی اللہ عنہم سے عہد رسولؐ میں احادیث کی کتابت ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔

عہد نبوت میں حدیث کی پہلی کتاب

عہد نبوت میں قرآن تو **مجتمعا** کتابی صورت میں مرتب نہ تھا لیکن حدیث کی کتاب الصادقہ عہد نبوت ہی میں مرتب ہوگئی تھی۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتا تھا لکھ لیتا تھا تاکہ یاد کرلوں۔ قریش نے مجھے منع کیا اور کہا تم حضورؐ سے سنی ہوئی ہر بات لکھ لیتے ہو۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ غضب اور خوشی (دونوں) حالتوں میں باتیں کرتے ہیں (اکابر مہاجرین کے منع کرنے پر) میں نے لکھنا چھوڑ دیا پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو حضورؐ نے انگشت مبارک سے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کیا ..... **فقال اکتب فواللہ ی نفسی بیدہ ما یخرج منہ الا حق** یعنی فرمایا تم لکھ لیا کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (کوئی بھی حالت ہو) اس منہ سے حق کے سوا کچھ بھی نہیں نکلتا۔

۲۔ حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں.... میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے پاس ایک کتاب دیکھی اور ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو.... **فقال ھذہ الصادقۃ! فیھا ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بینی وبینہ فیھا احد**

یعنی فرمایا یہ "صادقہ" ہے اس میں وہ احادیث ہیں جنہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ جب کہ آپؐ کے اور میرے درمیان کوئی بھی حائل نہ تھا۔

منکرین حدیث کے ایک الزام کا مسکت جواب

منکرین حدیث کا حدیث کے خلاف ایک بہت بڑا طعن والزام یہ ہے کہ حدیث کا کیا اعتبار! یہ تو حضورؐ کے دو تین سو سال بعد لکھی گئی۔ "الصادقہ" سے اس افتراء و بہتان کی قلعی کھل گئی اور معلوم ہوگیا۔ کہ قرآن کریم تو کتابی صورت میں عہد صدیقی میں جمع و مرتب ہوا لیکن احادیث نبویؐ کا مجموعہ کتابی صورت میں عہد نبوت ہی میں مرتب و مدون ہوکر منظر عام پر آگیا تھا۔ اور خود حضورؐ کریم کی اجازت سے حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے یہ احادیث لکھیں اور اس مجموعے کا نام "الصادقہ" رکھا۔

"اسد الغابہ" میں ہی... حضرت عبداللہؓ نے فرمایا.... میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزار حدیثیں حفظ کیں۔

ہزار حدیثیں تو حفظ تھیں "الصادقہ" میں تو ہزار سے بھی زائد احادیث ہوں گی۔

کتابت احادیث رسولؐ بحکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور کریم نے اپنے ارشادات و فرمودات کو نہ صرف لکھنے کی اجازت دی۔ بلکہ آپ نے خود انہیں لکھوا کر صحابہؓ کے حوالہ فرمایا۔ مثلاً....

۱۔ آپؐ نے حضرت عمرو بن حزمؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا

تو ان کے لئے ایک ضخیم و سیم کتاب لکھوائی جس میں فرائض و سنن اور دیات وغیرہ کا بیان تھا۔

(ا) موطا امام مالک میں ہے.....

ان فی کتاب الذی کتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمرو بن حزم فی العقول ان فی النفس مائۃ من الابل

یعنی جو کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کے واسطے لکھی (لکھائی) تھی دیتوں کے بارے میں اس میں یہ تھا کہ جان کا خون بہا سو اونٹ ہیں۔

(ب) سنن نسائی میں یہ الفاظ ہیں.....

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب الی اھل الیمن کتابا فیہ الفرائض والسنن والدیات وبعث بہ مع عمرو بن حزم

۲۔ کتاب الصدقہ :۔ اسی طرح آپ نے اپنی اخیر عمر میں زکوٰۃ سے متعلق مسائل و احکام قلمبند کرا دیئے تھے۔ اس کا نام "کتاب الصدقہ" تھا۔ اسے عمال وحکام کو روانہ کرنے سے قبل آپ وفات پاگئے تو آپ کے خلفاء نے اسے نافذ کیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے.....

کتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب الصدقۃ فلم یخرجہ الی عمالہ حتی قبض فقرنہ بسیفہ فعمل بہ ابوبکر حتی قبض فکان فیہ.....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسائل زکوٰۃ سے متعلق کتاب لکھی (لکھوائی) بھی اسے اپنے عاملوں کے پاس بھیجنے نہ پائے تھے کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ آپ نے اسے اپنی تلوار کے ساتھ لگا دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔ پھر حضرت عمرؓ نے اس کے مطابق عمل کیا۔ یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔ اس کتاب میں تھا۔

تاریخ تدوین حدیث

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ حدیث کی پہلی کتاب :۔

۱۔ الصادقہ..... خود عہد نبوت ہی میں منظر عام پر آگئی تھی۔ اس لئے یہ کہنا جہالت ہی جہالت ہے کہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لکھی گئی۔

۲۔ الصادقہ..... محفوظ نہ رہ سکی اس کے بعد تجدید خلافت راشدہ عمر ثانی حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے سرکاری طور پر حدیث کی تدوین و اشاعت کی۔ حضرت سعد بن ابراہیم کہتے ہیں...

امرنا عمر بن عبد العزیز بجمع السنن فکتبنھا دفترا دفترا فبعث الی کل ارض لہ علیھا السلطان دفترا۔

یعنی حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ہمیں احادیث جمع کرنے کا حکم دیا ہم نے کئی کتابیں تیار کیں حضرت عمر (ثانی) نے جہاں جہاں ان کی حکومت تھی ایک ایک نسخہ بھیج دیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ ۹۹ھ میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔

تو احادیث کی یہ کتابیں بھی پہلی صدی ہجری میں لکھی گئیں۔ نہ کہ حضورؐ کے دو تین سو سال بعد۔

۳۔ یہ کتابیں بھی محفوظ نہ رہ سکیں۔ ان کے بعد ابن شہاب زہریؒ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے حدیث کو مدون کیا۔ ابن شہاب کا سن وفات ۱۲۴ھ ہے۔ یہ کتابیں بھی گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سو سال بعد لکھی گئیں۔

۴۔ مصنفات ابن شہاب زہریؒ بھی محفوظ نہ رہ سکیں۔ ان کے بعد حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے موطا کو مرتب کیا۔ جو آج تک بفضلہ تعالیٰ باقی ہے مقبول ہے، متداول ہے تو آج حدیث کی موجودہ کتابوں میں سے سب سے قدیم امام دار الہجرۃ حضرت امام مالکؒ کی تالیف لطیف "موطا" ہے۔ حضرت امام کا سن وفات ۱۷۹ھ ہے۔ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریباً ڈیڑھ سو سال بعد حدیث کی یہ شہرہ آفاق کتاب عالم اسلام میں شائع ہوگئی مگر معاندین و مخالفین حدیث ہیں کہ برابر دو تین سو سال بعد کی رٹ لگائے جاتے ہیں۔

باقی آئندہ شمارہ میں

یقین اور نور

حضرت سہیل بن عبد اللہؒ نے فرمایا کہ وہ دل بھی یقین کی خوشبو تک نہیں پاسکتا جو اللہ کے سوا کسی اور کے ذکر سے سکون چاہتا ہو اور اس دل میں بھی معرفت اور اللہ کی محبت کا نور داخل نہیں ہو سکتا جس میں کسی ایسی چیز کی محبت ہو جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔

تحریکِ ختمِ نبوّت 1974

ترتیب و تالیف

مولانا اللہ وسایا

تحریک ختم نبوت 1954ء تا 1974ء قادیانی احتساب کی سرگزشت ○ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام اور مسلم لیگی حکومت کا عتاب ○ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا سہروردی کے نام خط ○ ظفر اللہ خاں قادیانی کی نئی دہلی لیس کے پرانے شہر کی دلچسپ داستان ○ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بزرگوں کو بشارتیں ○ قادیانیوں کا خلیفہ ربوہ کے مظالم کے خلاف احتجاج اور بغاوت ○ قادیان میں ختم نبوت کانفرنس ○ مسیح موعود بننے کا پاکستانی امیدوار ○ اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ اسمبلی میں مولانا غلام غوث ہزاروی کے دلچسپ سوالات ○ سکندر مرزا ایک قومی غدار ○ "ایک غلطی کا ازالہ" کی ضبطی ○ محاذ قادیان پر کام کرنے والے مجاہد علماء کرام ○ اقبال اور قادیانیت ○ پنجاب یونیورسٹی اور قادیانیت ○ قادیانی جماعت کا بجٹ ○ فرقان فورس کیا بلا ہے؟ ○ خلیفہ ربوہ کی مشکوک سرگرمیاں ○ قادیانیوں کی اشتعال انگیزیاں ○ اسرائیل میں مرزائی مشن ○ ربوہ کا سالانہ میلہ ○ ہفت روزہ "چٹان" کی ضبطی ○ مولانا عبید اللہ انورکی گرفتاری ○ بھٹو اور مرزا ناصر ○ فوج کا بیڈ کوارٹر ربوہ ○؟ تبلیغ اسلام کے لیے قادیانیوں کا تقرر ○ ایم ایم احمد قادیانی قائم مقام صدر پاکستان ○ چینی سفیر ربوہ میں ○ مرزائی لندن پلان ○ مرزائی گھوڑے ○ رفیق باجوہ پر قاتلانہ حملہ ○ سانحہ سقوط مشرقی پاکستان اور قادیانی ○ محکمہ تعلیم اور قادیانی ○ قادیانی خلیفہ کو پاکستان ایئر فورس کی سلامی ○ بھٹو کے خلاف مرزائی سازشیں ○ ضلع ژوب میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ مولانا شمس الدین کی شہادت ○ ربوہ علاقہ غیر ○ مرزائی سلطنت کے خواب ○ پاک فوج میں قادیانی سازشیں ○ براڈ کاسٹنگ ان دی ربوہ ○ ربوہ سازشوں کا مرکز ○ اسمبلی میں چودھری ظہور الٰہی کا خطاب ○ صدر پاکستان اور قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد ○ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد ○ "پاکستان قائم نہیں رہے گا" مرزا ناصر احمد کی دھمکی ○ سانحہ ربوہ 1974ء ○ قادیانی غنڈوں کا مسلمان طلباء پر وحشیانہ ظلم و ستم ○ حنیف رامے کی بدترین مرزائیت نوازی ○ قادیانی حوروں کی حقیقت ○ قادیانی جنت و دوزخ ○ مرزا ناصر کے اندرون خانہ راز دار باورچی کا قتل ○ کوثر نیازی ربوہ میں ○ لیبیا کا اینٹی پلانٹ اور قادیانی ○ شیزان قادیانیوں کی فیکٹری ○ ملک قاسم، مجید نظامی، آغا شورش کاشمیری کے عدالت میں باطل شکن بیانات ○ مرزا ناصر احمد عدالت کے کٹہرے میں ○ خلیفہ ربوہ کی لاہوری گروپ سے لاتعلقی ○ سانحہ ربوہ کے سلسلہ میں جسٹس صمدانی ٹریبونل کی لمحہ بہ لمحہ کارروائی پہلی بار منظر عام پر

○ کمپیوٹر کتابت ○ عمدہ کاغذ ○ اعلیٰ طباعت ○ چار رنگا خوبصورت ٹائٹل ○ مضبوط جلد ○ صفحات 1224 ○ قیمت 200 روپے
○ جماعتی کارکنوں کے لیے قیمت صرف 120 روپے ○ قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے ○ وی پی ہرگز نہ ہوگی۔

ایک ایسی تاریخی دستاویز جس کا مدتوں انتظار تھا
پڑھئے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے آگے بڑھئے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون 40978

حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ

مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب

قسط نمبر۔۱

قادیانی جماعت (بقول خود) انگریزکی وفادار فوج ہے' جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ○
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

برادران اسلام! تقسیم ملک سے پہلے مرزائیوں کے باطل فتنہ کی اشاعت کا دروازہ تقریباً بند ہو چکا تھا کیونکہ مسلمانوں کے علماء کرام نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے اس باطل اور کفر پرست کا پول اس قدر کھول دیا تھا کہ انہیں ہمت نہیں ہو سکتی تھی کہ کہیں اہل سنت والجماعت کے مقابلہ میں آئیں۔ انہیں مناظروں میں اتنی شکستیں مل چکی تھیں کہ انہیں مقابلے میں آنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔ بالخصوص جمعیت احرار ہند کے صدر مجاہد اعظم مجسمہ شجاعت عاشق رسول حافظ قرآن مقرر بےبیان حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے احراری فوج کی معیت میں مرزائیت کے قلعہ پر اپنی تقریروں سے وہ گولہ باری کی کہ مرزائیت کے قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور مرزائیت کے قلعہ کے مسمار ہوجانے کے بعد مسلمانوں کے دلوں سے مرزائیوں کے مسلمان ہونے یا ان کے خادم اسلام ہونے کا خیال نکل گیا۔ بلکہ مسلمانوں کے دل میں یہ عقیدہ راسخ ہو گیا کہ فتنہ مرزائیت اسلام کے بھیس میں اسلام سے دشمنی کر رہا ہے مگر

تقسیم ملک

کے بعد اس فتنہ باطلہ نے پھر سر اٹھایا کیونکہ پاکستان میں ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ کئی مرزائی عہدوں پر برسر اقتدار آ گئے اور وہ لوگ اپنے ہم خیال لوگوں کی پوری پوری امداد کرتے اور ہر ممکن کوشش کرکے انہیں اچھی سے اچھی جگہیں دلانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگادیتے۔ اس لئے بہت سے نوجوان روٹی کی خاطر مرزائیت کی رو میں بہتے نظر آئے۔

ڈاکٹر سر اقبال مرحوم کی رائے

راقم الحروف (احمد علی عفی عنہ) ایک مرتبہ ڈاکٹر سر اقبال مرحوم و مغفور سے ملا اور ان سے میں نے سوال کیا۔ ڈاکٹر صاحب نوجوان طبقہ کیوں مرزائیت کی طرف ہو جاتا ہے۔ فرمانے لگے مولوی صاحب! روٹی کے باعث ادھر جھک جاتے ہیں۔

روٹی کے لئے ایمان نہ بیچیں!

برادران اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ۔

"ماں کے پیٹ ہی میں انسان ہوتا ہے۔ اس وقت فرشتہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرکے انسان کا رزق مقدر لکھ دیتا ہے۔ میرے بھائیو! جو رزق ماں کے پیٹ میں مقدر ہو چکا ہے اس میں سے ایک دانہ چھوڑ کر بھی انسان دنیا سے نہیں جائے گا اور نہ اس رزق مقدر سے ایک دانہ زائد کھا کر جائے گا۔ جب واقعہ یہ ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مسلمان روٹی کے لئے اپنا ایمان نہ بیچیں۔ ورنہ یاد رکھئے کہ ایمان بیچ کر روٹی حاصل کرنے میں دنیا تو برباد ہوگی مگر اس کے ساتھ ساتھ آخرت بھی برباد ہو جائے گی۔

نفرت بلا سبب نہیں ہے

برادران ملت! مرزائیوں سے مسلمانوں کی نفرت بلا سبب نہیں بلکہ اس کے لئے کئی اسباب ہیں۔ ان کی مختصر سی فہرست پیش کرتا ہوں۔

پہلا سبب

مرزا غلام احمد نے ایسی امت تیار کی ہے جو انگریز کی وفادار فوج ہے۔

"سو خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی' جیساکہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے' سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکرگزاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عملدرآمد کرانے کے لئے بہت سی کتابیں عربی' فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمان برٹش انڈیا گورنمنٹ برطانیہ کے سایہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکر آزادی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی بہ نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزارہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزارہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیرخواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے' جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی سے بھرا ہوا ہے۔

(تحفہ قیصریہ ص ۱۰ مطبوعہ ماہ جولائی ۱۸۹۷ء)

مسلمانوں کی نظر میں انگریز

مسلمان گورنمنٹ برطانیہ کو اس کے موجودہ خیالات و حالات کی بنا پر خدا تعالیٰ کا دشمن' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن' قرآن مجید کا دشمن' اسلام کا دشمن' مسلمان کا دشمن جانتے ہیں اور مرزا غلام احمد صاحب مسلمانوں کو اس کی وفادار فوج بنانا چاہتے ہیں۔ جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی سے بھرا ہوا ہو۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

نتیجہ

ان حالات میں مسلمان کیوں نہ مرزائیت سے متنفر ہوں۔

دوسرا سبب

خدا تعالیٰ کی توہین

اپنے خدا ہونے کا دعویٰ

ایک طرف تو مرزا غلام احمد خدا تعالیٰ کا رسول ہونے کا مدعی ہے' اپنی کتاب دافع البلاء صفحہ ۱۱ میں کہتا ہے۔
"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"
اور دوسری طرف خود خدا تعالیٰ ہونے کا مدعی ہے۔ کیا کبھی کسی نبی نے خدا ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے اور کیا یہ دعویٰ نمرود اور فرعون جیسا نہیں ہے۔ مرزا کی عبارت ملاحظہ ہو۔
"اور میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔"
(کتاب البریہ ص ۷۸۔۷۹۔ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴)

تیسرا سبب
خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ

انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء۔
(استفتاء ص ۸۵)

چوتھا سبب
خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

انت منی بمنزلۃ اولادی۔
(حاشیہ اربعین ص ۴ و ص ۱۹)

پانچواں سبب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر ص ۴۳ جلد ۲ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)
کیا ان شعروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے؟ جو شخص انگریزوں کے لئے ظاہر و باطن وفادار فوج تیار کرنے والا ہو۔ اور جو شخص اپنے آپ کو گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا کہے اور جو شخص انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہلائے اور بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو افضل سمجھے۔ کیا مسلمان اس سے خوش ہو سکتے ہیں۔ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

نوٹ :۔ یہ اشعار اس نظم کے ہیں جو مرزا غلام احمد کے مرید اکمل آف گولیکے نے لکھی اور مرزا غلام احمد کے روبرو مجمع عام میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور مرزا صاحب اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے اور اس وقت خود مرزا صاحب اور کسی دوسرے نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا حالانکہ مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ اور اعوانہم وہاں موجود تھے۔

۲ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا دعویٰ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے۔
(تحفہ گولڑویہ ص ۴۰)
اور اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶ پر دس لاکھ بتلائی ہے۔ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری توہین

اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔
ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ
(اعجاز احمدی ص ۷)
اس عبارت میں نبوت تشریعی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے مصداق نہیں' جو صریح کفر ہے۔

چھٹا سبب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی توہین۔
"میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے۔ جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔"
(اعجاز احمدیہ ص ۲۹۔۳۰۔۳۱۔ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۰)

مسلمانوں کے متعلق آنجہانی مرزا محمود کے فتوے

۱۔ کسی مسلمان کا جنازہ مت پڑھو۔
"قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر اسلام لے آیا ہے لیکن حقیقی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں ہے۔ پھر غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔"
(انوار خلافت ص ۹۳)

۲۔ مسلمانوں سے رشتے ناطے جائز نہیں۔
"غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے کہ وہ نکاح جائز نہیں ہے لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں اس لئے وہ جس گھر میں بیاہی جاتی ہیں اس کے خیالات و اعتقادات کو اختیار کر لیتی ہیں اور اس طرح دین کو تباہ کر لیتی ہیں۔"
(برکات خلافت ص ۷۳ مصنفہ آنجہانی مرزا محمود)

۳۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔
"باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے۔ اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ جائز نہیں۔ جائز نہیں۔"
(انوار خلافت ص ۸۹ مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود)

۴۔ غیر احمدی ہندو اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں۔
"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔"
(ملائکۃ اللہ ص ۴۶ مصنفہ بشیر الدین محمود)

۵۔ تمام اہل اسلام کافر' خارج از دائرۂ اسلام ہیں۔
"سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔"
(آئینہ صداقت ص ۳۵)

۶۔ غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ مت پڑھو۔
"پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔"
(انوار صداقت ص ۹۳ مصنفہ آنجہانی مرزا محمود)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے خدا تعالیٰ ہونے کا دعویٰ کیا

"میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔"
(کتاب البریہ ص ۷۹)

حضرت عیسیٰؑ کی توہین بزبان مرزا غلام احمد قادیانی

۱۔ "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔"
(حاشیہ ضمیمہ آتھم صفحہ ۷)

۲۔ "آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے اور زناکاری کی کمائی کا عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"
(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

باقی آئندہ شمارہ میں

طب و صحت

گٹھیا

یہ مرض ہماری بد احتیاطی کا نتیجہ ہے
۷۵ فیصد افراد اس مرض کا شکار ہیں

از:۔ حکیم محمد عمران خان' کراچی

عام اصطلاح میں جوڑوں کے درد' ورم اور سوزش وغیرہ کو ہیوماٹائز کہتے ہیں۔ اس مرض کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جوڑوں میں ہلکی سوزش' جوڑوں کا اکڑنا' جوڑوں کی شکل و ہیئت میں تبدیلی' جس کے باعث مریض حرکت کرنے سے محروم ہوجاتا ہے' یہ علامات مستقل موجود نہیں رہتیں بلکہ کئی سالوں کے لئے ختم بھی ہوجاتی ہیں اور دوبارہ اچانک نمودار ہوجاتی ہیں۔

اس مرض کے اسباب میں یہ ہے کہ جسم میں یورک ایسڈز کا زیادہ پیدا ہونا اور ان کا جسم سے اخراج نہ ہونا۔ اسی طرح ٹھنڈی اشیاء کا استعمال مثلاً کولڈ ڈرنکس' ٹھنڈے پھل اور ٹھنڈا پانی۔ سرد موسم میں جسم میں ٹھنڈ کا بیٹھ جانا یا بارش میں بھیگنے کے سبب سردی کا لگ جانا بھی ہوا کرتا ہے۔

اگر بہت پسینے آئے ہوئے ہوں تو فوراً غسل کرلینا (ٹھنڈے پانی سے) یا کسی گرم جگہ سے نکل کر فوراً کسی ٹھنڈی جگہ چلے جانا یا ہوا میں چلے جانا' بھی اس کے اسباب میں شامل ہیں۔ Pathalogically اس کے اسباب یہ ہوتے ہیں کہ ہڈیوں کے جوڑوں میں سے میوکس رطوبت کا ختم ہوجانا یا چند مخصوص قسم کے تعدیہ یا رتھرائٹس کا موروثی ہونا۔ اس کے علاوہ جسم کی قوت مدافعت کا کمزور پڑ جانا بھی اس مرض کا سبب بنتا ہے۔

اس مرض کی تشخیص یوں ہوتی ہے کہ جسم کے تمام جوڑوں خصوصاً کہنی' گھٹنہ' ٹخنہ وغیرہ میں درد اور ورم ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان علامات میں سے کوئی علامت ایک دو ہفتہ تک باقی رہیں تو سمجھ لیا جائے کہ ارتھرائٹس یا جوڑوں کا ورم ہے۔ مثلاً ایک یا ایک سے زائد جوڑوں میں سوجن' صبح سویرے جوڑوں میں سوجن اور اکڑاؤ' جوڑوں پر سرخی اور حرارت' کسی بھی جوڑ میں متواتر درد اور ورم' جوڑوں کو حرکت دینے کی صلاحیت میں کمی' پیشاب بالعموم سرخی مائل آتا ہے' وزن میں کمی کا ہوجانا' بخار کا مسلسل رہنا یا جسمانی کمزوری کے ساتھ ساتھ جوڑوں کا درد ہوجانا۔ اس کے علاوہ ہاضمہ کی مسلسل خرابی سے بھی یہ مرض لاحق ہوجاتا ہے' جس کی بناء پر دل کی دھڑکن بھی تیز ہوجاتی ہے' سر میں شدید درد محسوس ہوتا ہے' ہاتھ پاؤں کی انگلیاں کھنچی کھنچی رہتی ہیں اور ان میں سرسراہٹ ہوتی ہے۔

عام طور پر اس مرض میں عمر رسیدہ لوگ زیادہ مبتلا نظر آتے ہیں لیکن یہ مرض ہر شخص کو ہر عمر میں ہوسکتا ہے۔ لیکن موٹے افراد اس مرض کا جلد شکار ہوتے ہیں۔

گٹھیا کی اقسام

اس کی کئی مختلف اقسام ہیں' ان میں سے چند مشہور یہ ہیں۔

۱۔ آسٹیو ارتھرائٹس۔ یہ قسم سب سے زیادہ عام ہوتی ہے۔ اس میں جوڑوں میں موجود کری ہڈی متاثر ہوتی ہے' جس کی بناء پر جوڑوں کی ہڈیاں آپس میں رگڑ کھانے لگتی ہیں۔

۲۔ ریو موٹائڈ ارتھرائٹس۔ یہ قسم مردوں کی نسبت عورتوں کو زیادہ ہوتی ہے۔ یہ جسم کے دفاعی نظام کی خرابی سے پیدا ہوتی ہے' اس میں جوڑوں کی ساخت میں تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے۔

۳۔ وینائل ارتھرائٹس۔ یہ بچوں میں ہوا کرتا ہے۔

۴۔ گٹھیا یعنی Gout۔ اس بیماری میں عضلات میں یورک ایسڈز کی زیادتی' جوڑوں میں سوزش کا باعث بنتی ہے۔ اس میں پاؤں اور ہاتھ کی انگلیاں' کہنیاں' کلائیاں' گھٹنے وغیرہ پہلے متاثر ہوجاتے ہیں۔

اصول علاج و احتیاطی تدابیر

سب سے پہلے تو سبب تلاش کیا جائے اور پھر جو بھی سبب بن رہا ہو' اس کا تدارک کیا جائے۔ مثلاً اگر ٹھنڈ کے سبب یہ مرض لاحق ہوا ہے تو مریض کو ٹھنڈ سے بچایا جائے۔ ٹھنڈی اشیاء سے مکمل پرہیز کرایا جائے۔ عام طور پر اس مرض میں چونکہ مریض کا ہاضمہ خراب رہتا ہے' اس لئے مریض کو دیر ہضم غذاؤں مثلاً گوبھی' بینگن' بھنڈی' آلو' کدو وغیرہ سے پرہیز کرایا جائے۔ اس مرض میں مریض کو گائے کا گوشت بالکل استعمال نہ کرنا چاہئے۔ مریض کو ہلکی اور جلد ہضم غذائیں مثلاً لوکی' ٹینڈا' توری' شلغم' چقندر' پالک' بکرے کے گوشت کا شوربہ یا مرغی کی یخنی استعمال کرائی جائیں۔ جوڑوں پر روغن زیتون Olive Oil کی مالش بہت مفید ثابت ہوتی ہے کیونکہ زیتون کی تاثیر کے بارے میں قرآن مجید میں اور احادیث میں بہت سی روایات موجود ہیں۔

کوشش کی جائے کہ مرض کو ابتداء ہی میں غذاؤں کے ذریعہ کنٹرول کیا جائے۔ وگرنہ علامات شدید سے شدید تر ہوتی جاری ہوں تو فوراً کسی طبیب سے رجوع کیا جائے۔

ابتدائی طور پر یہ نسخہ استعمال کرایا جاسکتا ہے۔

صبح و شب:۔ معجون فلاسفہ ۱۰گرام۔

قرص اسگندھ ۲عدد۔ قرص سورنجان ۲عدد کے بعد

حب کبد نوشادری ۲عدد۔

سہ پہر:۔ معجون عشبہ ۱۰گرام۔

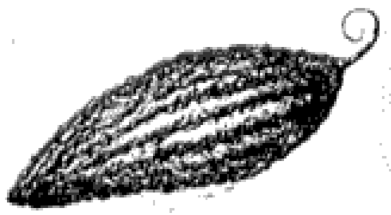

کریلا

کریلا اکثر لوگوں کو ناپسند ہوتا ہے۔ خاص کر بچے تو اس کا نام تک سننا گوارا نہیں کرتے۔ اس کی وجہ اس کا کڑوا ذائقہ ہے۔ اس لئے تلخ مزاج افراد کو اس سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔

کریلا موسم گرما کی سبزی ہے اور خام حالت میں سبز اور نہایت کڑوا ہوتا ہے، لیکن پختہ ہوکر اس کا رنگ سرخ ہوجاتا ہے اور کڑواہٹ میں بھی کمی آجاتی ہے۔

کڑواہٹ کیسے دور کی جائے؟

کریلے کو عام طور پر گوشت یا قیمے ساتھ پکایا جاتا ہے کریلے کو تراش کر اس میں سے بیج نکال کر اور پیاز کا مسالہ بھر کر پکانے سے بھی کریلے کا مزیدار سالن بنتا ہے۔ کریلے کی کڑواہٹ دور کرنے کے لئے اسے پکانے سے قبل ایک پہلو سے تراش کر اور اس میں نمک لگا کر کچھ دیر کے لئے دھوپ میں رکھ دیا جائے تو کریلے کا کڑوا پن دور ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ کریلا پکاتے وقت پانی استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ پانی کی ایک بوند بھی ساری ہنڈیا کو کڑوا کرسکتی ہے۔

جلد کے امراض

موسم گرما میں گرمی کی شدت کے باعث جلد پر دانے اور پھوڑے پھنسیاں نکل آتے ہیں۔ جن پر بیشتر لوگ خرید کر مختلف پرکلی ہیٹ پاؤڈر لگائے جاتے ہیں۔ مگر ہفتے میں ایک بار کریلے کو پکا کر کھا لیا جائے تو یہ شکایت بہت ارزاں داموں دور ہو کر جلد خوشنما ہوسکتی ہے۔

کریلے کے پتوں کو کچل کر لیپ کرنے سے سر کی پھنسیاں بھی ختم ہوجاتی ہیں۔ کریلا نظام ہضم اور خون کی خرابی سے پیدا ہونے والے امراض میں بھی مفید ہے۔ لہٰذا کریلے کا سبزی کے طور پر اکثر استعمال بھی بہت سے امراض جلد کو رفع کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

بچوں کے لئے

بچوں کے لئے تقریباً ہر مرض کے لئے کریلے کا رس

اقوال زریں

اہل زمین پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا
(معلم کائنات ﷺ)

(حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)
زبان کو شکوہ سے روک خوشی کی زندگی عطا ہوگی

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جو میرے عیوب سے مجھے آگاہ کرتا ہے
(حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ)

خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے
(حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ)

گناہوں پر نادم ہونا ان کو مٹا دیتا ہے اور نیکیوں پر مغرور ہونا ان سب کو برباد کر دیتا ہے۔ (حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ)

اچھا کام۔ ہر اچھا کام پہلے ناممکن ہوتا ہے۔
(حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے اقوال

تحریر:۔ محمد سعید علوی، چکوال شہر

1- مومن قید خانہ میں ہے اور عارف مقام شکر میں ہے۔
2- جب تو اپنے آپ کو بدلے گا تب تیرے اندر تبدیلی لائی جائے گی
3- ہر ایک چیز کو اپنی جگہ پر رکھ (عدل) تاکہ تجھے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔
4- زبانی باتوں سے حالت نہیں بدلتی' دل کو بدلنے سے حالت بدلتی ہے۔
5- جو شخص اپنے دل کو زندہ کرنا چاہتا ہے' وہ اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت' اللہ تعالیٰ کا ذکر' اللہ تعالیٰ کی عظمت اور مخلوق پر اس کے پورے تصرف کا احساس قائم کرے۔
6- دنیا ساری حکمت اور عمل ہے اور آخرت ساری قدرت ہے۔ حکمت کے گھر میں عمل نہ چھوڑ' تقدیر کا عذر کاہلوں کی حجت ہے۔
7- اخلاص' سچائی اور اللہ تعالیٰ کا خوف ایسے خزانے ہیں' جو کبھی فنا نہ ہوں گے۔
8- اللہ تعالیٰ ہی سے امید رکھو اور سب احوال میں اسی کی طرف رجوع کرو۔
9- ایمان قائم رکھ' وہ تجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے گا۔
10- اپنے اعمال اور روحانی مکاشفات پر غرور سے بچ۔
11- منافق' لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ شرماتا ہے (گناہ سے بچتا ہے) مگر خلوت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے شوخ چشم ہو جاتا ہے (یعنی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے)۔
12- دنیا کو جیب میں رکھنا جائز ہے مگر دل میں رکھنا جائز نہیں۔
13- ہمارا فرض ہے کہ کوشش کریں (اس کے بعد) اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے۔
14- اس کے لکھے ہوئے پر نہ لکھ۔ جس نے لکھا ہے وہ اس مٹانے پر بھی قادر ہے۔
15- اللہ تعالیٰ تجھ سے پیار کرتا ہے تاکہ تم پر رحمت فرمائے۔
16- روح بادشاہ ہے' قلب اس کا وزیر ہے' نفس اور زبان اور باقی سب اعضاء اس کے خادم ہیں۔ روح دریائے حقانی سے سیراب ہوتا ہے۔ قلب روح سے سیراب ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ قلب سے سیراب ہوتا ہے اور زبان نفس مطمئنہ سے سیراب ہوتی ہے۔
17- زبان سنورے تو قلب سنورتا ہے۔ زبان خراب ہو تو قلب خراب ہوتا ہے۔
18- آدم کا بیٹا اگر صحیح ہو جائے تو اس کی مانند کوئی صحیح نہیں۔
19- علم بغیر عمل کے بے سود ہے اور عمل بغیر اخلاص کے بے سود ہے۔
20- جس کے دل میں ایمان ہے وہ ایمان والے کو دوست رکھتا ہے اور جس کے دل میں نفاق ہے وہ ایمان والے سے نفرت رکھتا ہے۔
21- بیٹا! دو قدم چل اور تو منزل تک پہنچا۔ ایک قدم اپنے نفس سے اٹھا اور دوسرا مخلوق سے۔
22- عارف ہر ساعت میں پہلی ساعت کی نسبت اللہ تعالیٰ سے قریب تر ہوتا ہے۔

مفید ہے، چونکہ اس کے استعمال سے بچوں کو دست آنے لگتے ہیں اس لیے بچوں کو اس کے رس کے تین سے پانچ قطرے کافی ہوتے ہیں۔

بلغمی امراض میں

بلغمی امراض میں کریلا خصوصیت کے ساتھ استعمال کرایا جاتا ہے، سرد اور بلغمی مزاج افراد کے لیے یہ ایک مفید غذا ہے۔ اس لیے اسے دمے میں بھی استعمال کرایا جاتا ہے یہ بلغم خارج کر کے سکون پہنچاتا ہے۔ کریلا لقوہ اور فالج کے مریضوں کو استعمال کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ نیز اس کو کھانے سے گردے اور مثانے کی پتھری خارج ہو جاتی ہے اور قبض کی شکایت بھی دور ہوتی ہے۔

ذیابیطس میں

ذیابیطس کے مریض کے لئے کریلے کا رس بہت مفید ہوتا ہے۔ اس میں انسولین قدرتی صورت میں موجود ہوتا ہے جس سے خون میں شکر کی بڑھی ہوئی سطح نارمل ہو جاتی ہے۔ اسے خشک کر کے سفوف کی شکل میں بھی استعمال کرنا مفید ہے۔ کریلا چاہے سبزی کے طور پر استعمال کیا جائے یا دوا کے طور پر اس کا رس نکال کر۔ بھی خون صاف ہو جاتا ہے اور یہ خون میں موجود مضر اجزا کو جسم سے خارج کرتا ہے۔

کریلے میں حیاتین ب (وٹامن بی) اور ج (سی) کے علاوہ فولاد، کیلشیم، فاسفورس اور پروٹین پائے جاتے ہیں جو عمومی طور پر انسان کی جسمانی صحت کیلئے بہترین خواص رکھتے ہیں۔ اس کی قدر کیجئے اور جب تک ملے جتنے ہیں کم از کم ایک مرتبہ ضرور کھائیے۔

قبر کی پکار

ملک عبدالمالک خوشحال، مانسہرہ

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس دن وہ اعلان نہیں کرتی کہ اے آدم کے بیٹے تو مجھے بھول گیا میں تنہائی کا گھر ہوں' میں وحشت کا گھر ہوں' میں تنگی کا گھر ہوں' میں کیڑوں کا گھر ہوں؟

تیری غفلت ہے' بے عقلی بڑی
مسکراتی ہے قضا سر پر کھڑی
موت کو پیش نظر رکھ ہر گھڑی
پیش آنے کو ہے منزل کڑی
آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
زندگی ایک دن گزرنی ہے ضرور
قبر میں میت اترنی ہے ضرور

INTERNATIONAL CONSPIRACY OF QADIANI DOMINATION IN PAKISTAN

Is Govt. of Pakistan a party to this plan?

An Analysis in introspection

* USA is exercising pressure on Pakistan to withdraw legal and constitutional measures relating to Qadianis.

* Mirza Tahir Ahmed, head of Qadianis, invited the Indian High Commissioner to a Qadiani congregation in London and, in his presence, engineered slogans of "Long Live Bharat."

* Doctor Abdus Salam, Qadiani Scientist, has announced to hold an International Science Convention in Pakistan to undermine Pakistan's peaceful Atomic Energy project.

* Despite the declaration made by Pakistan Govt., that it would include a column of religion in Identity Cards, it stopped enforcement of its decision.

* Four Qadianis have been inducted as Ambassadors in important countries including Japan.

* Under cover of the proposed annulment of the Eight Amendment to Pakistan Constitution, secular lobbies have sprung into action to do away with the Presidential Ordinance, called the Anti-Islamic Activities of Qadianis (Prohibitions and Punishments) Ordinance of 1984.

* Qadianis have spread a net of International telecasts through dish antennae to misguide simple Musalmans.

IN VIEW OF THE ABOVE FACTS WHAT IS YOUR RESPONSIBILITY?

Seriously think over and do your soul-searching but before arriving at a decision do measure up the blood-shot sacrifices of those inviolable men of honour who underwent toil and tribulations for a century to uphold the cause of final Prophethood for the benefit of Muslim Ummah.

BEWARE, May not shame and disgrace permeate through us on Doomsday Course before the haloed audience of Janab Khatmul Mursaleen Muhammad-ur-Rasool Allah (Sall Allaho alaihe wasallam). KMS.

GOD FORBID *GOD FORBID* *GOD FORBID*

FROM: Central Body Majlis-e-Amal, Tahaffuz-e-Khatme Nubuwwat, Pakistan, Huzoori Bagh Road, Multan: Phone: 40978.

K.M. SALIM
RAWALPINDI

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام

نویں عالمی — عظیم الشان

سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس

لندن

بروز — اتوار

مورخہ 14 اگست ۱۹۹۴ء بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی
امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

مہمانِ خصوصی
حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب مدظلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند

زیرِ صدارت
حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختمِ نبوت • حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام • مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد و عزائم
مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور انکی دہشت گردی ◆ کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت
کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دینگے اور انکا تعاقب جاری رکھیں گے، کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

نوٹ: عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9، 9 ایچ زیڈ یو کے 071-737-8199

KHAT ME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160